ابنِ صفی

بوڑھا سورما

ادب کی ان مسرت تاج تحریروں کی کشید جو تھکے تھکے سے
بوجھل لمحوں کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں۔
کروڑوں کے مسیحا اور سری ادب کے شہنشاہ
ابنِ صفی کے سحر آفریں قلم سے عمران کا دلچسپ کارنامہ

جوزف کا خیال تھا کہ شرابی نہ ہونے کے باوجود بھی جیمسن ایک اچھا آدمی ہے۔ انگریزی زبان کے توسط سے دونوں ایک دوسرے کو بخوبی سمجھ سکتے تھے اور دراصل یہی چیز ان دونوں کی یکجائی کا سبب بنی تھی۔

جیمسن کو کلاسکس کا خبط تھا اور جوزف اپنے قبیلے، اپنے ملک اور اپنے برّاعظم سے متعلق ڈینگیں مارنے کا رسیا ٹھہرا۔ وہ ان کے بارے میں طرح طرح کی بکواس کرتا اور جیمسن بڑی دلچسپی سے سنتا رہتا۔ کبھی کسی بات کا منطقی جواز نہ طلب کرتا۔ خرافات پر اس طرح سر ہلاتا، جیسے پہلے ہی ان پر تحقیق و تصدیق کر رکھی ہو۔

دونوں اکثر ساتھ دیکھے جاتے۔ آج ظفر الملک نے شہر سے باہر نکل جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ جیمسن نے جوزف کو بھی مدعو کر دیا... اور پھر وہ تینوں پکنک کے لیے نکل کھڑے... ہوئے تھے۔

ظفر کو اس کی پروا نہیں تھی کہ ساتھی کون ہیں، وہ تو اپنی کھال میں مست رہنے والوں میں سے تھا۔ راستے بھر دونوں کی بکواس غیر متعلقانہ انداز میں سنتا رہا اور اُن دونوں میں سے بھی کسی نے اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

اس وقت جیمسن نے فسانۂ عجائب کا ذکر چھیڑ رکھا تھا اور جوزف محویت کے عالم میں کبھی دانت نکال دیتا اور کبھی سر ہلانے لگتا۔

جیمسن کہہ رہا تھا۔ "جانِ عالم کا توتا نہ صرف آدمیوں کی طرح بولتا تھا، بلکہ حسن کا نقاد بھی تھا... ایک ملک کی شہزادی کے حسن کی ایسی تعریف کی کہ جانِ عالم ہزار جان سے عاشق ہوا اور راج پاٹ چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا اُس حسینہ کی تلاش میں۔"

"محض توتے کے کہنے میں آکر...؟" جوزف نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"توتا تو ایک خوب صورت پرندہ ہے۔ بہتیرے لوگ گدھوں کے کہنے میں آکر پتا نہیں کیا کچھ کر گزرتے ہیں۔"

"تو کیا بولنے والے گدھے بھی ہوتے ہیں؟"

"بولنے ہی والے گدھے ہوتے ہیں۔"

"بہت دیر سے آوازیں سن رہا ہوں۔" ظفر بول پڑا اور دونوں یک لخت خاموش ہو گئے۔

جیمسن اپنی بھاڑ جھنکاڑ داڑھی میں انگلیوں سے خلال کرنے لگا اور جوزف سختی سے ہونٹ بھینچے ہوئے کھڑکی سے باہر... دیکھنے لگا۔

وہ دونوں پچھلی سیٹ پر تھے اور ظفر الملک گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

پتا نہیں جوزف کو کیا سوجھی کہ اُس کے باس کی تعریفیں شروع کر دیں... اور ظفر بائیں آنکھ دبا کر مسکرانے لگا۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ جواباً اُس کا ملازم اُس کی تعریف ہرگز نہیں کرے گا لیکن خلافِ توقع اُس نے جیمسن کی آواز سنی۔

"میرا باس بھی کسی زمانے میں بہت اچھا آدمی تھا۔"

"اوہو... نہیں...!" جوزف جلدی سے بولا۔ "مسٹر ظفر اب بھی اچھے آدمی ہیں۔"

"تمہارے نزدیک اچھائی کا کیا معیار ہے؟" جیمسن نے سخت لہجے میں کہا۔

"معیار... یہ تو بڑا مشکل سوال کر دیا تم نے۔"

"بہر حال میں تمہیں بتاتا ہوں... تمہارے باس کی... صحبت نصیب ہونے سے پہلے میرا باس ایک زندہ آدمی تھا۔"

"اب بھی زندہ ہے۔" جوزف نے احمقانہ انداز میں دانت نکال دیے۔

"غلط... اب یہ کسی لڑکی کو دیکھ کر سیٹی نہیں بجاتے۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے مسٹر جیمسن!"

"افریقہ میں اچھی بات ہوگی... غالب اور مومن کے برصغیر میں نہیں...۔"

"یہ کون لوگ ہیں؟"

"عاشق... انہوں نے زندگی بھر عشق کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا۔"

"اچھا... میں سمجھا۔ ملی میرا باس عشق جیسی فضولیات میں نہیں پڑتا۔"

"اسی لیے میں اُسے اچھا آدمی نہیں سمجھتا۔ میر تقی میر کے والد اُن سے کہا کرتے تھے، بیٹا عشق کرو، عشق جلاتا ہے اور عشق جِلاتا ہے۔"

"یہ دونوں کون تھے؟"

"دونوں ہی عاشق تھے۔"

"باپ بیٹا دونوں۔" جوزف نے حیرت سے پوچھا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ اچھا میں سمجھا... نہیں دونوں کسی ایک پر عاشق نہیں تھے۔ الگ... الگ...!"

"اچھا... اچھا...۔"

"ملی... تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرا باس ایک اچھا آدمی تھا۔ لڑکیاں اُسے بہت پسند کرتی تھیں۔"

"اب بھی کرتی ہوں گی۔"

"لڑکیاں مردوں کو پسند کرتی ہیں، مُردوں کو نہیں۔"

"اب خاموش بھی رہو، لڑکیوں کے بچے!" ظفر نے اُونچی آواز میں کہا۔

"لینگویج پلیز!" جیمسن بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "آزادیٔ رائے کا گلا نہ گھونٹیے یور ہائی نس!"

"اچھا کیے جاؤ بکواس!"

"ملی تو مسٹر جوزف! مجھے ذاتی طور پر لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔" جیمسن پھر جوزف کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"پھر اپنے باس میں یہ بُرائی کیوں دیکھنا چاہتے ہو؟"

"اگر مجھے کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو تو وہ بُری کیوں کر ہو سکتی ہے؟"

"اچھا یہی بتا دو کہ تمہیں کیوں دلچسپی نہیں۔"

"انہیں مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں، اس لیے مجھے بھی نہیں ہے۔"

"کل ہی ایک لڑکی اسے دیکھتی ہوئی قریب سے گزر گئی تھی۔" ظفر بولا۔

"یور ہائی نس! اُس نے محض آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے مجھے ٹارگٹ بنایا تھا۔"

"تم نے اسی وقت یہ بات کیوں نہیں بتائی؟"

"میں درمیانی آدمی بننا پسند نہیں کرتا۔"

"ہاں تو مسٹر جیمسن! وہ توتے والا قصہ؟" جوزف نے موضوع بدلنے کی کوشش کی۔

"قصہ جانِ عالم کا ہے... مرکزی کردار توتا نہیں ہے۔"

"خیر... خیر... پھر کیا ہوا تھا؟"

"وہ شہزادی جانِ عالم کو مل گئی تھی۔"

"لیکن توتے کا کیا ہوا؟"

"پھر کچھ نہیں... وہ بے چارہ پھر پنجرے کی نذر ہوگیا تھا۔ آدمی ہوتا تو کم از کم اپنا کمیشن ہی وصول کر لیتا۔"

جوزف نے دانت نکال دیے اور بوتل سے کاک نکالنے لگا... دو تین گھونٹ لے کر جیمسن سے بولا۔ "میرا باس بہت شاندار آدمی ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ لوگوں کو پال رہا ہے۔"

جیمسن آنکھیں بند کر کے کچھ سوچنے لگا تھا۔ اس ریمارک پر خاموش ہی رہا۔

کار تیزی سے مسافت طے کر رہی تھی لیکن ان دونوں کو معلوم نہیں تھا کہ جانا کہاں ہے۔

وہ سورج طلوع ہونے سے قبل روانہ ہوئے تھے اور اب اچھی خاصی دھوپ پھیل گئی تھی۔ نومبر کے اواخر کا سورج اپنی قہر بانی کھو چکا تھا۔ اس لیے یہ سفر ناخوش گوار بھی نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

"ہم جا کہاں رہے ہیں یور ہائی نس؟" دفعتاً جیمسن نے پوچھا۔

"اپنے ہی ملک میں بنا ہوا جاپانی کپڑا خریدنے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"وہیں پہنچ کر سمجھ لینا۔ بس، دو ڈھائی میل اور چلنا پڑے گا۔"

"لیکن آپ تو پکنک پر تشریف لائے تھے؟"

"بُرا آدمی سمجھ کر معاف کر دو۔" ظفر نے کہا اور گاڑی کے بریک چرچرائے۔ اُس نے گاڑی یک لخت روک دی تھی، کیونکہ سامنے ایک لڑکی ہاتھ اُٹھائے کھڑی نظر آئی۔ بائیں جانب سڑک کے کنارے ایک گاڑی بھی کھڑی ہوئی تھی۔

جیمسن نے لڑکی کو ستائشی نظروں سے دیکھا، کیونکہ وہ اُسی کے قبیلے کی معلوم ہوتی تھی۔ بال بے ترتیبی سے پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے اور وہ جین اور جیکٹ میں ملبوس تھی۔ رنگت کی بنا پر کسی مغربی ملک کی معلوم ہوتی تھی۔

"کیا بات ہے؟" ظفر نے گاڑی سے اُتر کر پوچھا۔

"ٹائر فلیٹ ہوگیا۔" لڑکی نے گاڑی کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ "میرے پاس جیک نہیں ہے۔"

"فالتو پہیّہ...؟"

"وہ ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" ظفر نے کہا۔ "اتفاق سے اس وقت میری گاڑی میں بھی جیک موجود نہیں ہے... لیکن پہیّہ بدل دیا جائے گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

اُس نے جوزف اور جیمسن کو گاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا۔

"دیکھا تم نے...!" جیمسن نے بے حد خوش ہو کر جوزف سے کہا۔ "جیک کے بغیر پہیّہ بدلا جائے گا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"ممکن ہو یا نہ ہو۔ اس وقت میرے باس نے زندگی

کا ثبوت دیا ہے۔"

دونوں گاڑی سے اُتر آئے۔

لڑکی نے اپنی گاڑی کی ڈکی سے فالتو پہیّہ نکالنے کے لیے کُنجی ظفر کے حوالے کر دی تھی۔ وہ ڈکی کھول کر پہیّہ نکالنے لگا۔ جوزف اور جیمسن اُس کے قریب آ کھڑے ہُوئے تھے۔

"مگر یور ہائی نس! جیک کے بغیر کیسے کام چلے گا...؟" جیمسن نے پوچھا۔

"جانِ عالم کا تو تا سب کچھ کرے گا۔ تم دونوں گاڑی کے نیچے لیٹ کر اس کا پچھلا حصہ اُوپر اُٹھاؤ گے اور میں پہیّہ بدل دُوں گا۔"

جوزف نے اُس پر بڑی نفرت سے لڑکی کی طرف دیکھا تھا، جو قریب ہی کھڑی اِدھر اُدھر نظر دوڑا رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے اس معاملے کا اُس کی ذات سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

دفعتًہ جیمسن زور سے ہنس پڑا۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟" جوزف غرّایا۔

"اب میرا باس خود کو ایک اچھا آدمی ثابت کر رہا ہے۔" لڑکی جیمسن کے قہقہے پر ایک پل کے لیے اُس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائی تھی... اور پھر پاگلوں کے سے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگی تھی۔

"تم بہت طاقت ور ہو!" ظفر نے جوزف کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مسٹر!... لیکن..."

"تمہارا باس بھی مجبوروں کے کام آتا ہے۔ اس کے لیے صنف کی شرط نہیں ہے۔"

"اچھا...!" جوزف طویل سانس لے کر بولا اور گاڑی کے نیچے گھُسنے کی تیاری کرنے لگا۔

ظفر اُس کی طرف متوجہ تھا... اچانک اُس نے جیمسن کی تحیّر زدہ سی "ارے ارے" سُنی۔

اور پھر جتنی دیر میں وہ اُس کی طرف توجہ دیتا۔ لڑکی اُس کی گاڑی لے کر فرار ہو چکی تھی۔

دونوں ہی دُور تک اُس کے پیچھے دوڑتے چلے گئے ... لیکن وہ خاصی تیز رفتاری سے گئی تھی۔

"تم مردود...!" ظفر دوڑتے دوڑتے رُک کر جیمسن کی طرف مڑا۔

"لینگویج پلیز!... میں نے کیا کیا ہے؟" جیمسن ہانپتا ہُوا بولا۔

"ارے... ارے... کرتے رہ گئے... دوڑ کر اُسے روکا نہیں تھا۔"

"یور ہائی نس! میں اتنا پھرتیلا نہیں ہُوں۔ ارے ارے ہی بمشکل تمام میری زبان سے نکل سکا تھا۔"

پھر وہ مُردہ سی چال چلتے ہُوئے جوزف کی طرف پلٹے تھے۔

جوزف اس طرح دانت نکالے کھڑا تھا، جیسے اس واقعے سے بے حد محظوظ ہُوا ہو۔

"اب میرے باس کے بارے میں کیا خیال ہے؟... مسٹر جیمسن!"

"مجھے اتنے چالاک آدمی پسند نہیں ہیں، جنہیں لڑکیاں بے وقوف نہ بنا سکیں۔"

ظفر پُر تشویش نظروں سے گاڑی کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ جیمسن کے اس ریمارک پر جوزف کو متوجہ کر کے بولا۔

"مجھے اس پر کوئی افسوس نہیں ہے کیونکہ دو سال پہلے لندن میں مجھ سے بھی ایک ایسی ہی حرکت سرزد ہُوئی تھی۔"

"اوہو...!" جیمسن ہنس پڑا... ہنستا رہا اور پھر بولا۔

"مجھے وہ بُوڑھی عورت یاد ہے... بے چاری... چیختی رہ گئی تھی... ہماری طرح دوڑ بھی نہیں سکتی تھی۔"

"خیر مجھے کیا۔" جوزف نے بے پروائی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ "اب مجھے کیا کرنا ہے... مسٹر...؟"

"پہیّہ تو بدلنا ہی پڑے گا۔ اوہ... ہاں... کُنجی اگنیشن میں موجود ہے۔" وہ اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھتا ہُوا بولا۔ "ذرا میں فیول پوزیشن دیکھ لوں۔"

اس کے بعد وہ "ٹھیک ہے" کہتا ہُوا اُتر آیا تھا۔

پہیّہ بدلنے میں بیس بائیس منٹ صرف ہُوئے... جوزف اور جیمسن دونوں کو زور لگانا پڑا تھا۔

روانگی کے وقت جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اپنی گاڑی میں تو کھانے پینے کا سامان بھی تھا... یہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ بہت جلدی میں تھی۔" ظفر نے کہا۔

"میں بے موت مر گیا۔" جوزف کی آواز کانپ رہی تھی۔

"کیوں...؟"

"میری ڈھائی بوتلیں...!"

"مجھے افسوس ہے جوزف!" ظفر نے نرم لہجے میں کہا۔

جوزف کچھ نہ بولا۔ اُس کے چہرے پر گہری اُداسی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے ابھی ابھی اپنے کسی عزیز کو دفن کر کے قبرستان سے واپس آیا ہو۔

کار تیزی سے راستہ طے کرتی رہی اور دو ڈھائی میل کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ سڑک سے کچّے راستے پر موڑ دی گئی۔

یہاں چاروں طرف بے شمار چھوٹے بڑے ٹیلے بکھرے ہُوئے تھے۔ دس منٹ بعد وہ ایک ایسی جگہ جا پہنچے جہاں دس بارہ کاریں کھڑی تھیں اور اُن کے آس پاس متعدد اُونٹ بھی کھڑے دکھائی دیے۔ کچھ اُونٹوں پر بے حد فیشن ایبل قسم کی خواتین سوار تھیں اور وہ مغرب کی طرف چلے جا رہے تھے۔

"کلاسیک!" جیمسن خوش ہو کر چیخا۔ "ارے یہ کاروں سے اُتر کر اُونٹوں پر بیٹھ رہی ہیں!"

"جہاں یہ جا رہی ہیں... اُدھر کاریں نہیں جا سکتیں۔ دس میل ناہموار دشوار گزار راستہ طے کر کے یہ منزلِ مقصود پر پہنچ جائیں گے۔"

"مسٹر!... آپ کو اپنی گاڑی لے کے اسی سڑک پر ہی سفر جاری رکھنا چاہیے تھا۔" جوزف بولا۔

"فکر نہ کرو۔"

"کیا اب ہمیں بھی اُونٹ پر بیٹھنا پڑے گا؟" جیمسن نے پُر تشویش لہجے میں پوچھا۔

"اگر اپنے ہی ملک میں بنا ہُوا جاپانی کپڑا خریدنا ہے تو ضرور بیٹھنا پڑے گا۔ دیکھو کیسی اُونچی اُونچی خواتین اُونٹوں پر نظر آ رہی ہیں۔ یہ غیر ملکی کپڑا خریدنے کے لیے اُونٹوں پر بھی بیٹھ سکتی ہیں... سستا اور عمدہ کپڑا۔"

"مطلب یہ ہے کہ اسمگل کیا ہُوا۔"

"ہرگز نہیں!... یہ کپڑا اپنے ہی ملک کی ملوں میں بنتا ہے اور اس پر دوسرے ممالک کی مُہر ڈال کر اس طرح فروخت کیا جاتا ہے... سستا یوں ہے کہ اس پر ایکسائز ڈیوٹی ادا نہیں کی جاتی۔"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں یور ہائی نس؟"

"اُونٹ پر بیٹھی ہُوئی خواتین مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ افسوس کہ میرا اسینڈوِچ بھی گاڑی ہی میں رہ گیا، ورنہ میں اس پر اس وقت ایک صحرائی دُھن چھیڑ دیتا۔"

"اُونٹ مجھے دُور ہی سے اچھے لگتے ہیں۔" جیمسن بولا۔ "دُور کے اُونٹ سُہانے۔"

"کیا واقعی مسٹر!... تم ایسا کپڑا خریدو گے، جس پر... ایکسائز ڈیوٹی ادا نہ کی گئی ہو۔" جوزف نے پوچھا۔

"میں صرف تفریح کی غرض سے آیا ہُوں تم مطمئن رہو۔"

"مجھے تو یہیں رُکنا ہے۔" جوزف جماہی لے کر بولا۔ "تم دونوں شوق سے اُونٹ پر بیٹھو... گاڑی میں پڑا رہوں گا۔ خدا اُس سفید سُور یا سے سمجھے... میری ڈھائی بوتلیں...!"

"کیا میں یہاں تمہارے لیے کسی سے بھیک مانگوں؟" جیمسن بولا۔

"نہیں جاؤ... تفریح کرو، مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔" جوزف نے کہا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لیٹنے کی کوشش کرنے لگا۔

ظفر نے جیمسن کو وہاں سے چل دینے کا اشارہ کرتے ہُوئے کہا۔ "ٹھیک ہے جوزف کو آرام کرنے دو!"

وہ دونوں اب اُونٹوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ایک ٹولی مغرب کی جانب جا چکی تھی اور اب دوسری تیار ہو رہی تھی۔ اس ٹولی میں ایک بھی مرد نہیں تھا۔ ان خواتین کے ساتھی گاڑیوں میں بیٹھے رہ گئے تھے۔

"یور ہائی نس! ہم بالکل احمق لگیں گے۔" جیمسن بولا۔

"شٹ اَپ!"

"ایز یو پلیز۔"

وہ قریب پہنچے تو خواتین اُنہیں ایسی نظروں سے دیکھنے لگیں، جیسے وہ سچ مچ لفنگے ہوں۔ آپس میں اُن کی کھُسر پھُسر بھی ہُوئی تھی لیکن ظفر اُن کی طرف توجہ دیے بغیر ایک اُونٹ والے سے گفتگو کرنے لگا۔

کرایہ طے ہو جانے کے بعد اُونٹ بٹھایا گیا۔

"میں آگے بیٹھوں گا۔" جیمسن نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں... اُونٹ پر سب برابر ہیں۔" ظفر بولا۔ اُنہیں اُونٹ پر بیٹھتے دیکھ کر کچھ مرد بھی گاڑیوں سے اُتر کر اِدھر چلے آئے تھے۔

"دیکھا آپ نے یور ہائی نس!" جیمسن بولا۔ "انہیں اُونٹ والوں پر اعتماد ہے اور ہمیں ڈاکو سمجھتے ہیں۔"

"تیری شکل ہی ڈاکوؤں جیسی ہے۔"

آٹھ اونٹوں کا یہ چھوٹا سا قافلہ چل پڑا تھا۔

"یہ سواری بھی ہے اور جھولا بھی!" جیمسن بڑبڑایا۔

"مجھے اپنا مینڈولین یاد آ رہا ہے۔"

"مجھے اس وقت صرف خدا یاد آ رہا ہے... اگر یہ اونٹ دوڑنا شروع کر دے تو ہم کہاں ہوں گے؟"

"یا گر پڑیں گے یا نہ گریں گے۔"

"اتنی اونچائی سے گرنے کا مطلب ہوا فریکچر۔"

"فوری طور پر دم بھی نکل سکتا ہے۔" ظفر بولا۔

"کیا واقعی آپ محض تفریح کی غرض سے اِدھر آئے ہیں؟" جیمسن نے پوچھا۔

"نہیں...!"

"بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ..."

جیمسن جملہ پورا نہیں کر سکا تھا کیونکہ اونٹ نے ٹھیک اُسی وقت کسی ناہموار جگہ پر پاؤں رکھ دیا تھا۔

"کیا ہم پیدل نہیں چل سکتے؟" اُس نے کچھ دیر بعد ظفر سے کہا۔

"اس کلاسیکل سواری سے تمہاری بیزاری میری سمجھ میں نہیں آتی؟"

"صاحب میں حُقہ نہیں پی سکتا، پان بھی نہیں کھا سکتا اور ڈیڑھ تھان کا پاجامہ بھی نہیں پہن سکتا، زری کی جوتیاں تو شاید میرے فرشتے بھی نہ پہن سکیں۔"

"اوہ... ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ میں یہاں اُس مبلغ کو دیکھنے آیا ہوں، جو صرف عورتوں میں تبلیغ کرتا ہے... اور ہر اُس جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں بہت سی عورتیں پائی جاتی ہیں۔"

"ڈیوٹی...؟"

"نہیں نجی طور پر... سُنا ہے اپنے ہی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔"

"ہپّی ہے؟"

"ہاں... لیکن باتیں ہپّیوں کی سی نہیں کرتا۔"

"تب تو واقعی دیکھنے کی چیز ہو گا۔"

⁂

جوزف کی حالت تباہ تھی۔ جماہیوں پر جماہیاں آ رہی تھیں، آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ جھنجلاہٹ کا یہ عالم تھا کہ دل ہی دل میں خود کو گالیاں دینے لگا تھا۔ آخر وہ اُن کے ساتھ آیا ہی کیوں؟ یہ بھی کوئی پکنک کی جگہ ہے۔ یہ لوگ بھی اوّل درجے کے احمق معلوم ہوتے ہیں۔ عورتوں کو اونٹ پر دیکھنے کے شوق میں دوڑے چلے آئے۔ عورتوں کا کیا ہے۔ وہ سستی چیزیں خریدنے کے سلسلے میں اپنی زندگی تک داؤ پر لگا سکتی ہیں۔ اگر اس پکنک کا مقصد پہلے سے معلوم ہو گیا ہوتا تو وہ ہرگز نہ آتا۔ پتا نہیں وہ دونوں کتنی دیر میں واپس ہوں۔ اُس کا کیا حشر ہو گا۔

اچانک ایک گاڑی اُس کے برابر آ رُکی اور جوزف چونک کر اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پھر اُس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا کیونکہ یہ ظفر الملک کی گاڑی تھی... اور اسٹیئرنگ کرنے والی لڑکی بھی وہی تھی۔

جوزف سے نظر ملتے ہی اُس نے خوش دلی سے ہاتھ ہلا دیا۔

جوزف نے جھٹکے کے ساتھ اپنا منہ بند کیا اور اُس کے جبڑے بھنچ کر رہ گئے۔

وہ کھڑکی سے سر نکال کر بولی: "میں مقامی زبان نہیں بول سکتی۔ کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو؟"

"میں انگریزی میں گفتگو کر سکتا ہوں۔" جوزف نے بہت بُرے لہجے میں کہا۔

"تب تو مجھے خوشی ہے۔ میں ایک دُشواری میں پڑ گئی ہوں۔"

"دوسروں کو مصیبت میں مبتلا کرنے والے خود بھی بڑے عذاب میں پڑ جاتے ہیں۔ کیا تم کرسچین ہو؟"

"کیوں نہیں!" لڑکی نے فخریہ کہا۔

"لیکن تم نے بیہودوں جیسی حرکت کی تھی۔"

"کبھی کبھی مجبور بھی ہو جانا پڑتا ہے۔ وہ لوگ میرا پرس چھین بھاگے تھے، جس میں ایک بڑی رقم تھی۔ مجھے اُن کے پیچھے جانا تھا۔"

"تو پھر کیا ہوا؟"

"میں نے اُنہیں جا لیا... لیکن اپنا پرس واپس نہ لے سکی۔ اُنہوں نے میرا مضحکہ اُڑا دیا۔"

"تم سے غلطی ہوئی تھی، اگر ایسی کوئی بات تھی تو ہماری گاڑی لے بھاگنے کی بجائے ہم سے مدد مانگی ہوتی۔"

"میں شرمندہ ہوں... اور تمہاری گاڑی واپس کرنا چاہتی ہوں۔"

"اچھا... اچھا... تمہاری کوئی چیز ضائع تو نہیں ہوئی؟"

"قطعی نہیں... چیک کر لو۔"

جوزف گاڑی سے اُتر کر ظفر کی گاڑی کے قریب پہنچا۔ ہر چیز جُوں کی تُوں موجود تھی۔ اپنی بوتلوں پر نظر پڑتے ہی اُس کا چہرہ کِھل اُٹھا۔

"اچھا مِسّی اب تم اپنی گاڑی سنبھالو!"

لڑکی اُسے گاڑی کی کُنجی دے کر اپنی گاڑی میں جا بیٹھی۔

پھر جوزف نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا کہ وہ کدھر گئی۔ باسکٹ میں ہاتھ ڈال کر آدھی بوتل نکالی تھی اور دوبارہ... خوش اخلاق بننے کی کوشش کرنے لگا۔

کسی قدر آنکھیں کُھلیں تو اُس نے آس پاس کے لوگوں کو حقارت سے دیکھا، کیونکہ وہ عورتوں کے چکر میں پڑ کر اس ویرانے میں آئے تھے۔ کتنی گھٹیا زندگی گزارتے ہیں یہ شادی شدہ لوگ اُس نے سوچا۔

کچھ اور بھی سوچتا لیکن اسی وقت ایک پولیس کار قریب آ کر رُکی اور اُس پر سے ایک آفیسر ریوالور تانے اُترا... ریوالور کا رُخ جوزف کی طرف تھا۔

"گاڑی سے باہر آؤ!" جوزف کو حکم دیا گیا۔

"کیوں...؟" جوزف غرّایا۔

"باہر آؤ... ورنہ شوٹ کر دوں گا!"

وہ اُسے قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا گاڑی سے اُتر آیا لیکن اُس نے اپنے ہاتھ نہیں اُٹھائے تھے۔

کچھ اور لوگ بھی اپنی گاڑیوں سے اُتر کر اُن کے قریب آ گئے تھے۔

"لڑکی کہاں ہے؟" آفیسر نے جوزف سے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا۔"

"اس کے ہتھکڑیاں لگا دو!" آفیسر نے اپنے پیچھے... کھڑے ہوئے کانسٹیبلوں کو مخاطب کیا۔

"آخر کیوں؟ وجہ بھی تو بتاؤ!" جوزف نے دماغ ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ گاڑی لڑکی چلا رہی تھی۔"

"ہاں... وہی لائی تھی... اور اپنی گاڑی لے گئی۔"

"کیا مطلب؟"

"اِدھر راستے میں اُس کی گاڑی کا ٹائر فلیٹ ہو گیا تھا۔" جوزف نے طویل سانس لے کر کہا اور لڑکی کی کہانی دُہرانے لگا تھا۔

آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں نے بھی بتایا کہ ایک غیر ملکی لڑکی کچھ دیر پہلے اس سے گاڑی بدل کر وہاں سے گئی ہے۔

"تم بھی غیر ملکی ہی معلوم ہوتے ہو!" آفیسر جوزف کو گھورتا ہوا بولا۔

"ہوں، یقیناً ہوں... لیکن ایک بہت بڑے آدمی کا ملازم ہوں۔ اُسے جب یہ معلوم ہو گا کہ میں کسی ناگہانی مصیبت میں پھنس گیا ہوں تو وہ زمین آسمان ایک کر دے گا۔"

"وہ دونوں کہاں ہیں، جن کا تم نے ابھی ذکر کیا ہے؟"

"اونٹ پر بیٹھ کر اُدھر گئے ہیں۔" جوزف نے مغرب کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا!" آفیسر نے سخت لہجے میں کہا۔

"گاڑی کی کُنجی میرے پاس ہے۔ اس لیے اُن لوگوں کی واپسی سے قبل میں کہیں نہ جا سکوں گا۔"

پھر جوزف انہیں دھمکیاں ہی دیتا رہ گیا تھا اور اُس کے ہتھکڑیاں لگ گئی تھیں۔

⁂

خیموں اور چھولداریوں کی یہ بستی کپڑا بازار کے نام سے مشہور تھی۔ شہر میں جو کپڑا دس روپے گز بکتا تھا، یہاں اُس کی قیمت چار پانچ روپے گز سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔

شہر سے یہاں تک آنے والوں کو خاصی دُشواریاں پیش آتی تھیں لیکن اس کے باوجود سستے اور غیر ملکی کپڑوں کی کشش اُنہیں کھینچ ہی لاتی تھی۔

جیمسن تحیر آمیز نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ دفعتہً چہک کر بولا: "انیسویں صدی کے کسی فوجی پڑاؤ کا بازار معلوم ہوتا ہے۔ بس کٹورا کھنکانے والے سقوں کی کمی محسوس ہوتی ہے۔"

"ہے نا کلاسیکل چیز!"

"بالکل ہے... یور ہائی نس!... میں آپ کا ممنون ہوں۔"

"اب تو کچھ خریدنا بھی چاہیے... ورنہ وہ خواتین سمجھیں گی کہ ہم اُنہی کے لیے آئے تھے۔"

"سمجھنے دیجیے!"

"ہم یورپ میں نہیں ہیں۔"

"لیکن وہ کہاں ہیں، جس کے لیے آپ آئے تھے؟"

"دیکھیں گے... چلو پہلے دکانیں دیکھیں... تمہارے سوٹ

کے بے چارخانے کا کوئی پیس ہاتھ آجائے شاید!"

"یہاں کے ہپیوں کو غرارہ سُوٹ پہننا چاہیے۔"

"ضرور لیکن داڑھی مونچھیں صاف کرا کر تاکہ یہاں کے کلچر کے مطابق کم ازکم ہیجڑے تو نظر ہی آسکیں۔"

"آپ اپنے دماغ کی خبر لیجیے یور ہائی نس!"

"چلو!" ظفر اُسے دھکیلتا ہُوا آگے بڑھا۔

خیموں میں اعلیٰ قسم کے کپڑوں کی دُکانیں تھیں... وہ ایک ایک خیمے کو دیکھتے پھرے لیکن کہیں بھی مردوں کے استعمال کے کپڑے نہ دکھائی دیے۔

"یہ کیا قصّہ ہے؟... یور ہائی نس!"

"مرد... یہاں کہاں ہیں... صرف خواتین آتی ہیں۔ اس لیے انہی کے استعمال کے کپڑے ہی ملیں گے۔"

"تو ہم یونہی... خواہ مخواہ...؟"

"بکواس مت کرو... ابھی کچھ دیر پہلے تم نے خوشی کا اظہار کیا تھا۔"

"میں سمجھا تھا کہ یہاں کسی خیمے میں نانبائی کی دُکان بھی ہوگی۔"

ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ ایک مجمعے کی طرف متوجہ ہوگیا تھا، جہاں عورتوں کے سروں کے اُوپر ایک مردانہ ہپّی چہرہ دکھائی دیا۔ وہ کچھ کہہ رہا تھا۔

یہ دونوں بھی تیزی سے آگے بڑھے۔

ہپّی گدھے پر سوار تھا۔ یہ دونوں مجمعے سے کسی قدر ہٹ کر کھڑے ہوئے کیونکہ یہاں صرف عورتیں ہی عورتیں تھیں۔ ہپّی ان سے کہہ رہا تھا "سمجھاتا رہوں گا... سمجھاتا رہوں گا... تم اگر چاہو تو یہ سوسائٹی آدمیوں کی سوسائٹی بن سکتی ہے۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ تمہارے مرد کس قسم کی کمائی گھر لاتے ہیں، اگر تم گندی کمائیوں کو گندی نالیوں میں بہانا شروع کر دو تو یہ سارا انتشار ختم ہو سکتا ہے۔"

"تم پہلے اپنی شکل تو دیکھو!" کسی عورت نے چیخ کر کہا۔

"اس شکل میں تو تم میرے گرد اکٹھا ہوگئی ہو... جبّہ و دستار میں آتا تو اس قابل بھی نہ سمجھتیں۔ میں کہتا ہوں قبل اس کے کہ کوئی بڑی تباہی کشت و خون کی شکل میں تم پر نازل ہو جائے ہوش میں آجاؤ... ورنہ دیکھو! میں تمہاری اولادوں کو تم سے جدا کر دوں گا۔"

"مت بکواس کرو!" کئی آوازیں اُبھریں۔

"اچھی بات ہے... تم دیکھ لینا... وہ تمہارے گھر چھوڑ دیں گے... بھیک مانگتے پھریں گے لیکن رشوت یا... کسی دوسرے ناجائز طریقے سے حاصل کی ہُوئی دولت کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔"

اچانک کئی دُکان دار گالیاں بکتے ہُوئے مجمعے کی طرف دوڑ پڑے۔ عورتیں تتر بتر ہوگئیں اور ہپّی کو گدھے سے دھکیل کر پٹائی شروع کر دی گئی۔

ظفر اور جیمسن اُسے بچانے کے لیے دوڑ پڑے تھے۔

"اوہو... ایک اور بھی ہے۔" ایک دُکان دار نے جیمسن کا گریبان پکڑتے ہُوئے کہا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے؟" جیمسن نے اُس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"تم ادھر کیوں آتا ہے؟... ہمارا دھندا خراب کرنے۔"

"ہم لوگ تو خریداری کے لیے آئے ہیں۔"

"جھوٹے ہو... بھاگ جاؤ یہاں سے!"

دوسری طرف ظفر نے بدقت ہپّی کو دُکانداروں کے نرغے سے نکال کر دوبارہ گدھے پر سوار کر دیا تھا۔

"چلو...!" اُس نے گدھے کی لگام پکڑتے ہُوئے جیمسن کو پکارا۔

اُن کے وہاں سے ہٹتے ہی عورتوں نے زور زور سے قہقہے لگائے تھے۔

"کیوں بھائی!... تم کون ہو... اور یہ سب کیا تھا؟" ظفر نے ہپّی کو مخاطب کیا جو پلکیں جھپکائے بغیر فضا میں گھورے جا رہا تھا۔

اُس نے چونک کر اُنہیں یونہی سرسری طور پر دیکھا اور پھر پلٹ کر قہقہہ لگانے والی خواتین کو دیکھا۔

"ایک دن تمہیں رونا پڑے گا۔" وہ ہاتھ اُٹھا کر چیخا۔

"اے بھائی! اب بس بھی کرو... کہیں یہ عورتیں ہی نہ تم پر ٹوٹ پڑیں۔" ظفر نے اُس کا شانہ تھپک کر کہا۔

"سنو دوستو!... میں حقیقتاً تم میں سے نہیں ہوں۔" ہپّی نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"وہ تو تمہارے اطوار ہی سے ظاہر ہے۔" جیمسن نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ہم نہ بچاتے تو یہ دُکان دار تمہیں زندہ نہ چھوڑتے!"

"میں مرنے ہی کے لیے گھر سے نکلتا ہوں۔"

"گدھے پر سوار ہو کر۔"

"میرا مضحکہ مت اُڑاؤ دوست!... میں تمہاری طرح ے حسی کی زندگی گزارنے کے لیے ہپّی نہیں بنا... یقین کرو... میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ بال ترشوا سکوں۔ میرے تن پر تو میلے کچیلے کپڑے دیکھ رہے ہو۔ ان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے میرے پاس۔"

"میرے ساتھ چلو! میں تمہارے بال بھی ترشوا دوں گا اور کم ازکم چار جوڑے کپڑوں کا بھی انتظام کر دوں گا۔" جیمسن بولا۔

"تب تم بھی ہپّی نہیں معلوم ہوتے، پھر یہ بہروپ کس لیے ہے؟"

"مجھے بال ترشوانے کا وقت نہیں ملتا۔"

ہپّی کچھ نہ بولا۔

"اب کہاں جاؤ گے؟" ظفر نے پوچھا۔

"کہیں بھی نہیں... موت سے نہیں ڈرتا... اگر یہ عورتیں چاہیں تو پوری قوم سدھر سکتی ہے۔"

"کیا قوم قوم کی رٹ لگا رکھی ہے۔ کلاسیکی لٹریچر پڑھو اور آثار قدیمہ میں دلچسپی لو... سارے دُکھ دُور ہو جائیں گے۔" جیمسن برا سا منہ کر کے بولا۔

"تم لوگوں کا ذریعہ معاش کیا ہے؟" دفعتاً ہپّی نے سوال کیا۔

"معطّلی...!" ظفر اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہُوا مسکرایا۔

"تو پھر تم بھی اپنے بُرے انجام کے منتظر رہو۔"

"اگر تم ہم کو سیدھی راہ پر لگا دینے کا وعدہ کرو تو ہم تم سے کبھی کبھی ملتے رہا کریں گے۔" ظفر بولا۔

"مجھ سے کہاں ملو گے... میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔"

"فی الحال ہمارے ساتھ چلو۔"

"یہاں میں نے ایک ہفتے کا پلان تیار کیا ہے جس کے اختتام کو ابھی تین دن باقی ہیں۔ اس سے پہلے میں کہیں نہ جا سکوں گا۔"

"اچھی بات ہے! میرا کارڈ اپنے پاس رکھو!" ظفر نے [illegible] کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہُوئے کہا۔ "جب [illegible] میرے پاس ضرور آنا۔ شاید میں تمہارے کسی [illegible]"

"[illegible] میرے کس کام آسکتا ہے؟"

"[illegible] میرے کام آجانا۔ میں تمہاری باتیں [illegible] معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اُن کی اولادوں [illegible] سکو گے؟"

"[illegible] کے نام پر۔" جواب ملا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کے ہاتھ پیر باندھ کر کسی اُونٹ پر ڈالیں اور لے بھاگیں۔" جیمسن بولا۔

"تم خاموش رہو!" ظفر نے اُسے گھونسا دکھا کر کہا۔ "اس کے بھلے کو کہہ رہا تھا، ورنہ یہ لوگ اسے مار ڈالیں گے۔"

"چار دن سے برابر پٹ رہا ہوں۔" ہپّی مسکرا کر بولا۔

"تب تو تمہیں چُپ چاپ کھسک جانا چاہیے... یور ہائی نس!"

"ہوں اچھا...!" ظفر ہپّی کی طرف مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہُوا بولا۔

"ہر جگہ ہاتھ ہی ہاتھ ملتے ہیں... دل نہیں ملتے۔" ہپّی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور ایسا منہ بنایا، جیسے مصافحہ بے حد ناگوار گزرا ہو۔

واپسی کے سفر میں اُن کا اُونٹ تنہا تھا۔

"آپ کو گاڑی کی فکر بھی ہے یا نہیں؟" جیمسن اونگھتے اونگھتے چونک کر بولا۔

"ملتی ہوگی مل جائے گی۔" ظفر نے بے پروائی سے کہا۔

"میں نے اکثر مفلسی میں بھی آپ کو نواب زادہ ہی پایا ہے۔"

"شکریہ جیمسن! نواب زادگی کے علاوہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے۔"

"تو پھر مجھے اس نواب زادگی ہی میں سے کم ازکم دس فی صد عطا فرمائیے۔ تنخواہ تو بڑھنے سے رہی۔"

"آج سے اپنے نام کے ساتھ دس فی صد نواب زادہ لکھا کرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"شکریہ یور ہائی نس!"

"ویسے تم کو اُونٹ پر تنخواہ کیوں یاد آئی ہے؟"

"اُونٹ کی سواری ایک ایسی مشقت ہے، جس کا کوئی صلہ نہیں ہے۔"

"حوصلہ جیمسن! حوصلہ...!"

"کس برتے پر؟... لڑکی کی گاڑی میں کھانے کی کوئی چیز نہیں دکھائی دی تھی۔"

"اُس ہپّی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"فراڈ معلوم ہوتا ہے۔"

"کس قسم کا فراڈ؟"

"عورتوں کے ہاتھوں پٹنے کا شائق معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی باتیں کرتا ہے۔ ورنہ حرام خوری تو ایک آفاقی واقفیت ہے۔ ایک ہپّی اور ایک گدھا اس سلسلے میں کیا کر سکے گا؟"

ظفر خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد جیمسن سے بولا۔ "یہ سفر اس کے باوجود بھی میری سمجھ میں نہیں آسکا۔"

"میں اسے بس ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا۔" ظفر نے جواب دیا۔

"مقصد...؟"

"تم بھی ہپّی نہیں ہو۔ لہٰذا اپنے اس حُلیے کا مقصد بیان کرو؟"

"میں سوفی صد ہپّی ہوں... اپنی کھال میں مست رہنے والا۔"

"یہ بکواس ہے۔ تم ہپّیوں کی طرح گندے نہیں رہتے!"

"ہوسکتا ہے میرے والدین دھوبی رہے ہوں۔"

ساربان اُونٹ کی نکیل پکڑے پیدل چل رہا تھا۔ جیمسن اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اب ہم اسے اونٹ پر بٹھادیں اور خود اُونٹ کی نکیل پکڑ کر پیدل چلیں۔"

"اس سے فائدہ؟"

"اُونٹ سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔"

دراصل واپسی کا سفر دونوں ہی کے لیے تکلیف دہ ثابت ہو رہا تھا۔

...اور پھر جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں کاریں پارک تھیں تو انہیں لڑکی کی گاڑی کی بجائے اپنی گاڑی نظر آئی، جس کے قریب دو مسلح کانسٹیبل کھڑے تھے۔

"اوہو... ہماری پولیس کتنی تیز ہے۔" جیمسن خوش ہو کر بولا۔

عمران کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ کسی نے باہر سے کال بیل کا بٹن دبایا۔

"آجاؤ!... دروازہ کھلا ہوا ہے۔" عمران نے اُونچی آواز میں کہا۔

...اور پھر کیپٹن فیاض کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر سر سہلانے لگا۔

"میں جلدی میں ہوں۔" فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔ "میرے ساتھ چلو!"

"جلدی میں صرف لوٹا اُٹھایا کرتے ہیں کسی کو ساتھ نہیں لے جاتے۔"

"پچھتاؤ گے... تمہارا ہی معاملہ ہے۔"

"مجھے یاد نہیں پڑتا کہ مجھ سے دوالے گئے ہو۔"

"اچھی بات ہے... تو پھر اب عدالت ہی میں ضمانت کے منتظر رہنا۔" فیاض واپسی کے لیے مُڑتا ہوا بولا۔

"ٹھہرو!" عمران نے جھپٹ کر اُس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "پان کھاتے جاؤ۔"

"گاڑی ہی میں بیٹھ کر باتیں کر سکوں گا۔ وقت نہیں ہے۔" فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔

"اچھا، اچھا میں چل رہا ہوں۔" عمران بولا۔

فیاض کی گاڑی میں اس کا ایک ماتحت انسپکٹر موجود تھا۔

عمران فیاض کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ فیاض ڈرائیو کر رہا تھا۔ کچھ دُور چل کر فیاض بولا۔ "ہم شاہ آباد کے پولیس اسٹیشن کی طرف جا رہے ہیں۔"

"وہاں پہنچ کر میرے لیے چیونگم منگوا دینا۔"

"کسی ماتحت کی موجودگی میں تمہاری کوئی بے ہودگی پسند نہیں کروں گا۔" فیاض نے غصیلے لہجے میں آہستہ سے

"تب پھر وہیں چل کر بتانا کہ وہاں میری موجودگی کا مطلب ہے؟"

"میں یہیں بتائے دیتا ہوں۔"

"نہیں... یہاں نہیں۔" عمران نے غیر ضروری سنجیدگی مظاہرہ کیا۔

اس پر فیاض نے اُسے کن انکھیوں سے دیکھ کر کہا۔

"کیوں؟ کوئی خاص بات ہے؟"

"میں تمہیں اس لذّت سے محروم نہیں کرنا چاہتا مجھے متحیّر دیکھ کر محسوس کرو گے۔ لہٰذا فی الحال یونہی چلنے

"تو تم جانتے ہو؟" فیاض غرّایا۔

"میں کیا جانتا ہوں؟" عمران کے لہجے میں حیرت

"اچھی بات ہے! وہیں پہنچ کر دیکھ لینا۔" فیاض کر بولا۔

اس کے بعد بقیہ راستہ خاموشی سے طے ہوا تھا۔

شاہ آباد پولیس اسٹیشن کے انچارج نے جس انداز فیاض کا استقبال کیا تھا اس میں کسی قدر حیرت بھی شامل

"اُن تینوں کو بلوائیے۔" فیاض نے اُس سے کہا۔

"جی...؟" اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟" فیاض اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"جنابِ عالی! آپ ہی نے تو بعد میں فرمایا تھا کہ اُنہیں چھوڑ دو، میں تصدیق کر چکا ہوں۔ لڑکی سچ مچ اُن کی کار سے بھاگی تھی۔"

"بکواس مت کرو!" فیاض دانت پیس کر بولا۔ "اس اطلاع کے بعد کہ میں پہنچ رہا ہوں... میں نے تمہیں دوبارہ فون نہیں کیا تھا۔"

"نہیں!" انچارج کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آئے۔

عمران اس دوران میں احمقوں کی طرح ایک ایک کا منہ [illegible] رہا تھا۔ دفعتاً فیاض کو مخاطب کر کے بولا۔ "تم نے چیونگم دلوانے کا وعدہ کیا تھا۔"

"خاموش رہو!" فیاض بپھر گیا... اور عمران نے سہم جانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔

"اُن میں سے کسی نے کسی کو فون تو نہیں کیا تھا؟" فیاض نے [illegible] سے پوچھا۔

"ن... نہیں جنابِ عالی...!"

"کیا وہ میری ہی آواز تھی؟"

"اگر میں نے آپ کی آواز پہچانی نہ ہوتی تو مجھ سے ایسی [illegible] ہوسکتی۔ بہرحال میں شرمندہ ہوں۔"

"خیر... اچھا... میرے ساتھ آؤ!" فیاض اُٹھتا [illegible] اُسے دوسرے کمرے میں لے گیا تھا۔

عمران نے فیاض کے ماتحت انسپکٹر شکیل کی طرف [illegible] کرنے کے سے انداز میں بولا۔ "تمہارے صاحب [illegible] نہیں تھی۔"

"[illegible] جناب!"

"[illegible] کے چلے تھے کہ شاہ آباد پہنچ کر چیونگم [illegible]"

"[illegible] کیا عرض کر سکتا ہوں؟"

"[illegible]" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

[illegible]

[illegible] وہاں آ گیا۔ اس کی آنکھیں غصے سے [illegible]

[illegible] اُس نے عمران سے کہا... اور وہ بھی ہی ہوئے سے انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

واپسی کے سفر میں فیاض نے خاموشی اختیار کر لی تھی... عمران بھی کچھ نہ بولا۔ فیاض کبھی کبھی کن انکھیوں سے اُسے دیکھنے لگتا تھا۔

شہر میں پہنچ کر اُس نے اپنے ماتحت کو ایک جگہ گاڑی سے اُتار دیا۔

"تم مجھے وہاں کیوں لے گئے تھے؟" عمران نے طویل سانس لے کر سوال کیا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو۔" فیاض غرّایا۔

"اچھا اب براہِ کرم آدمیوں کی طرح گفتگو کرو... ورنہ میں چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دوں گا۔" عمران نے کہا۔

"اگر تم نہیں جانتے تو پھر وہ کون تھا جس نے میری آواز میں اسٹیشن انچارج کو غلط مشورہ دیا؟"

"تمہارا ہی ریکارڈ کہیں سے بج گیا ہوگا۔"

"تم جھوٹے ہو... اُن میں سے کسی نے یقیناً تمہیں اطلاع دی ہوگی۔ انچارج بھی جھوٹ بول رہا ہے۔ اُس نے اُنہیں فون استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہوگی۔"

"اُن میں سے کسی کا نام بھی لو پیارے!... پہیلیاں نہ بجھواؤ۔"

"جنف... ظفر الملک اور اُس کا ملازم جمی!"

"اُس کے مُنہ پر جمی نہ کہہ دینا، بُرا مان جائے گا... جیمسن کہلاتا ہے... ہاں تو خیر... قصّہ کیا ہے؟"

"یہ تینوں ایک الزام کے تحت گرفتار کیے گئے تھے اور انچارج نے مجھے اطلاع دی تھی۔"

"بھلا تمہیں کیوں اطلاع دی تھی؟ اپنے حلقے کے ڈی۔ ایس۔ پی یا ایس پی کو اطلاع دینی چاہیے تھی۔"

"تمہیں اس سے کیا سروکار؟"

"کس الزام کے تحت اُنہیں گرفتار کیا گیا تھا؟"

"یہ میں نہیں بتاؤں گا!"

"تو اب تم میرے دوستوں کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ گاڑی روکو... میں یہیں اُتر دوں گا۔"

"تم میرے ساتھ دفتر چل رہے ہو۔"

"وہاں منگوا دو گے چیونگم؟"

"تمہیں اعتراف کرنا پڑے گا کہ اُن میں سے کسی نے تم سے فون پر رابطہ کیا ہوگا۔"

"فون پر رابطہ... شش... میرے اور جوزف کے درمیان ٹیلی پیتھی چلتی ہے۔"

"عمران سنجیدگی سے گفتگو کرو... ورنہ بڑے خسارے میں رہو گے۔"

"نیوز پرنٹ پر کنٹرول ہوجانے پر ویسے ہی خسارے میں چل رہا ہوں۔ تم کون سا بڑا تیر مار لو گے۔"

"اچھا بات ہے اُتر جاؤ گاڑی سے... اب اُن تینوں کے حلیے مشتہر کراؤں گا۔ مجھ سے بچ کر کہاں جائیں گے۔"

"تم سے بچ کر تو میں بھی کہیں نہیں جاسکتا... وہ بیچارے کیا بیچتے ہیں۔"

"بہتری اسی میں ہے کہ اعتراف کر لو۔"

"کیپٹن فیاض!... میں پھر بے حد نرمی سے پوچھتا ہوں کہ اصل واقعہ کیا ہے؟"

"دفتر چل کر بتاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے... اگر تم یہی سمجھتے ہو کہ وہاں پہنچ کر زیادہ بااختیار ہوجاؤ گے تو یہ تمہارا اپنا اندازِ فکر ہے۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔

بالآخر وہ دفتر بھی پہنچ گئے۔ فیاض نے بیٹھتے ہی میز کی دراز سے ایک تصویر نکال کر عمران کے سامنے ڈال دی۔

"اسے پہچانتے ہو؟"

"کوئی یوریشین لڑکی ہے۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"اس کا ظفرالملک سے کیا تعلق ہے؟"

"یہ لڑکی ہے اور وہ لڑکا ہے۔"

"عمران! سنجیدگی سے۔" فیاض نے آنکھیں نکالیں۔

"تم گھاس تو نہیں کھا گئے۔ اگر کوئی تعلق بھی ہوگا تو مجھے اس کا علم کیوں کر ہوسکتا ہے؟"

"خیر... خیر... بہتری اسی میں ہے کہ ان تینوں کو فوراً حاضر کرو۔"

"اگر یہ بات ہے کیپٹن فیاض تو اسے نوٹ کرو... تین گھنٹے کے اندر اندر اُن تینوں کا سُراغ مجھے ملنا چاہیئے۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر وہ تین گھنٹے کے اندر اندر مجھے نہ ملے تو تمہارے محکمے کو اُلٹ پلٹ کر رکھ دوں گا۔"

"دھمکی دے رہے ہو!"

"محض دھمکی نہیں... اس پر عمل بھی کروں گا۔" عمران اُٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھو... بیٹھو... یقین آگیا کہ تم لاعلم ہو۔" فیاض کے ہو
پر جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ نظر آئی۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے۔" عمران دروازے کی ط
بڑھتا ہوا بولا۔

"تمہیں بعد میں افسوس ہوگا، اگر تم نے میری بات
سُنی۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ وہ تینوں کسی سازش کا شکا
ہوئے ہیں۔"

عمران واپس آکر بیٹھ گیا۔

"یہ لڑکی ظفرالملک کی گاڑی میں دیکھی گئی تھی اور پھر
گاڑی اس جگہ کھڑی دیکھی گئی جہاں سے بڑا بازار کے لیے
ملتے ہیں۔ صرف جوزف گاڑی میں موجود تھا۔ ظفر اور جیمس
بازار میں تھے۔ واپسی پر وہ بھی پکڑ لیے گئے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ پکڑے کیوں گئے؟"

"ہمیں عرصے سے اس لڑکی کی تلاش ہے۔"

"کس بنا پر...؟"

"تفصیل نہیں بتائی جاسکتی۔"

"اُن تینوں نے اس سلسلے میں کیا بیان دیا تھا؟"

"لڑکی اپنی گاڑی چھوڑ کر اُن کی گاڑی سے بھاگی تھ

"اور اُنہیں اس پر یقین نہیں ہے۔"

"جب تک کہ اپنے طور پر اُن سے سوالات نہ کر لو
مطمئن نہیں ہوسکتا۔"

"اور شاہ آباد کے اسٹیشن انچارج نے تمہارے ح
کی تعمیل کرتے ہوئے اُنہیں چھوڑ بھی دیا۔"

"میں نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔"

"اور میں بھی اتنا گدھا نہیں ہوں کہ ایسے موقع پر
بہروپ بھر کر متعلقہ لوگوں کی گردنیں پھنسوا دوں۔"

"میرا یہی خیال تھا کہ تم نے میری آواز بنا کر اس
انچارج کو دھوکا دیا ہوگا۔"

"میں اوّل درجے کا بے وقوف ہوں، مجھ سے ا
عقل مندی سرزد نہیں ہوسکتی۔"

◆

ظفر کو حیرت تھی کہ یک بیک انہیں رہائی کیو
گئی۔ پکڑے گئے تھے اس الزام پر کہ گاڑی کسی لڑکی ک
دیکھی گئی تھی لیکن یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ لڑکی کا کیا قصور تھ

پولیس اسٹیشن سے نکل کر سیدھے شہر کی جانب بھاگے۔

"یہ سب کیا تھا مسٹر؟" جوزف نے ظفر سے سوال کیا۔ "تم نے اُس لڑکی سے کیا معلوم کیا تھا؟"

"وہ تو کہہ رہی تھی کہ مجبوراً اُس سے وہ غلط حرکت سرزد ہوئی تھی۔"

"کیا مجبوری تھی؟"

"کچھ لڑکے اُس کا پرس چھین کر بھاگے تھے... اُن کا تعاقب کرنا چاہتی تھی۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"اُن سے پرس واپس لینے میں کامیاب نہیں ہوئی تھی۔ گاڑی واپس کر گئی۔"

"خود اُس کے بارے میں تم نے کیا معلوم کیا تھا؟"

"کچھ بھی نہیں... لیکن جب اُس کے چلے جانے کے بعد پولیس پہنچی تو میں نے سوچا کہ مجھے اُس لڑکی کو روکے رکھنا چاہیے تھا... یقیناً اُس نے خود ہی کوئی غیر قانونی حرکت کی ہوگی۔ تبھی تو پولیس کو اُس کی تلاش تھی۔"

"تم اس وقت عقل مندی کی باتیں کر رہے ہو۔" جیمسن بولا۔

"لیکن ہمیں یک بیک رہائی کیسے نصیب ہوگئی...؟" ظفر بڑبڑایا۔

"باس کو معلوم ہوگیا ہوگا۔"

جیمسن ہنس پڑا۔ ہنسنے کا انداز جوزف کو پسند نہ آیا... اس نے کہا۔ "کیا تم میرے باس کا مضحکہ اُڑانا چاہتے ہو؟"

"نہیں... نہیں... جھگڑا نہیں!" ظفر نے دخل اندازی کی اور بات آگے نہ بڑھ سکی۔

اچانک اگلے موڑ پر ظفر کو پورے بریک لگانے پڑے تھے۔

اگر ایسا نہ کرتا تو ایک بڑا حادثہ رونما ہوتا... بائیں جانب سے آنے والی گاڑی بھی تیز رفتاری سے آئی تھی۔ غلطی اسی [illegible] کرنے والے نے انہیں گندی گندی گالیاں دیں اور اپنی گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

ظفر نے بھی اسی سمت گاڑی موڑ دی تھی۔

"کیوں... کیوں؟ یور ہائی نس!"

"اس بیہودہ کو سبق دوں گا۔" ظفر بولا۔

"کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے ہیں۔ شہر چلیے!"

"نہیں ہرگز نہیں!" جوزف بولا۔ "سبق دینا ہی چاہیئے۔ غلطی اُسی کی تھی۔"

"ابھی کہاں سے آرہے ہو؟"

"حوالات سے۔" جوزف نے بے پروائی سے کہا۔

"اس بار جیل جاؤ گے۔"

"بدتمیز آدمیوں کو ضرور سزا دینی چاہیے، خواہ کچھ ہو۔"

ظفر تھوڑے فاصلے سے اگلی گاڑی کا تعاقب کرتا رہا۔ گالیاں دینے والا اگر سفید فام غیر ملکی نہ ہوتا تو شاید جوزف کے کان پر جوں بھی نہ رینگتی۔

"سبق ہی دینا ہے تو ذرا جلدی کیجیے جنابِ عالی!" جیمسن نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"تمہیں کیا پریشانی ہے؟"

"ٹھیک تین بجے مجھ کو پبلک لائبریری پہنچنا ہے۔"

"پبلک لائبریری اتوار کو بند رہتی ہے۔"

"پبلک لائبریری کے قریب ایک پان والا رہتا ہے، جو ایک اچھا داستان گو ہے۔ اُسے طلسم ہوشربا کی تین جلدیں زبانی یاد ہیں۔"

"خاموش بیٹھے رہو!"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ کب تک اُس کے پیچھے چلتے رہیں گے؟"

"شٹ اپ!"

"مسٹر ظفر کا خون گرم ہے۔" جوزف بولا۔ "اور یہ ایک قابلِ قدر صفت ہے۔ خون ٹھنڈا ہوجائے تو آدمی کو خودکشی کر لینی چاہیے۔"

"مسٹر جوزف! تمہیں میرے باس کو ورغلانے سے کیا مل جائے گا؟"

"تم لکھنے پڑھنے والے آدمی ہو۔ ان باتوں کو کیا سمجھو گے، اگر بیٹا کسی سے شکست کھاتا ہے تو قبر میں باپ کی ہڈیاں کڑکڑاتی ہیں۔"

ظفر کو عقب نما آئینے میں تیسری گاڑی دکھائی دی اور وہ گاڑی پہلی ہی نظر میں پہچان لی گئی، کیونکہ وہی تو اُن کے موجودہ مصائب کا باعث بنی تھی۔

"جیمسن! ذرا پیچھے دیکھنا... کیا لڑکی ہی ہے اُس گاڑی میں؟" ظفر بولا۔

جیمسن مڑا اور بے ساختہ ہنس پڑا۔

"ہے نا...؟"

"یس یور ہائی نس!... اب فرمائیے... دونوں میں سے پہلے کس سے انتقام لیجیے گا؟"

"ٹھہرو بتاتا ہوں!" ظفر نے اپنی گاڑی کی رفتار کم کر کے پچھلی گاڑی کو آگے نکل جانے کا راستہ دیا اور وہ فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔

"کیا مطلب؟" جیمسن بڑبڑایا۔

"کوئی بڑا کھیل معلوم ہوتا ہے۔"

لڑکی کی گاڑی اگلی گاڑی سے بھی آگے نکل کر ترچھی ہوئی تھی اور دونوں کے بریک چرچرائے تھے۔

جتنی دیر میں ظفر کی گاڑی قریب پہنچی مرد اپنی گاڑی سے اُتر کر لڑکی کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اُس نے اُس کے بال پکڑے اور گاڑی سے باہر کھینچ لیا۔ لڑکی اُس سے لپٹ پڑی۔

ظفر نے اپنی گاڑی سے چھلانگ لگا دی اور مرد کا کالر پکڑ کر جھٹکا دیا۔

وہ لڑکی کو چھوڑ کر پلٹ پڑا... لیکن اتنی دیر میں ظفر کا گھونسا اُس کے جبڑے پر پڑ چکا تھا۔

وہ دوسری طرف اُلٹ گیا۔ لڑکی پھر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر رفوچکر ہو گئی۔

"ٹھہرو...!" ظفر ہاتھ اُٹھا کر چیخا تھا لیکن کون سنتا ہے۔ اتنے میں اُس نے جوزف کی آواز سنی۔ "ارے... ارے... یہ تو مر گیا؟"

"کیا...؟" ظفر بوکھلا کر گرے ہوئے غیر ملکی کی طرف جھپٹا۔ وہ سڑک پر لمبا لمبا لیٹا ہوا تھا۔

"اوہ... واقعی...!" ظفر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "بھاگو...!"

پھر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھے تھے اور بڑی سراسیمگی کے عالم میں شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

⁂

عمران کمرے میں ٹہل ٹہل کر ظفر کی کہانی سن رہا تھا... اُس کے خاموش ہوتے ہی بولا۔

"تم کیپٹن فیاض کو صرف اسی حد تک بتاؤ گے کہ رہائی کے بعد سیدھے شہر آئے تھے۔"

"اور وہ بے چارہ، جو ایک ہی گھونسے میں مر گیا؟" جیمسن بول پڑا۔

"کیا تم اُس کے ساتھ دفن ہونا پسند کرو گے؟"

اس سوال پر جیمسن بغلیں جھانکنے لگا۔

"تم اپنی زبان قطعی بند رکھو گے۔ ظفر کے بیان سے تجاوز نہیں کرو گے!" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا، پھر جوزف کی طرف مڑا۔

"میں سمجھتا ہوں باس!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اب تم اپنے کمرے میں جاؤ!"

جوزف اُٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔

"تم ہپی مراد سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟" ظفر سے عمران نے سوال کیا۔

"بس یونہی... میں نے سنا تھا کہ وہ صرف عورتوں کے مجمعے میں تقریریں کرتا ہے۔"

"اُس کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"کچھ بھی نہیں۔"

"لڑکی کا حلیہ بیان کرو!"

ظفر کوشش کرنے لگا کہ یادداشت کے ہر گوشے کو کرید کر وضاحت کے ساتھ لڑکی کی تصویر پیش کر سکے۔

اُس کے خاموش ہونے پر عمران نے جیب سے ایک تصویر نکالی اور ظفر کی طرف بڑھا دی۔

"بالکل...!" ظفر اُچھل پڑا۔ "سو فی صد یہی تھی۔"

عمران نے تصویر اُس سے لے کر جیب میں رکھ لی۔ ظفر متحیرانہ انداز میں اُسے دیکھے جا رہا تھا۔

"میں فی الحال اس لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔" عمران آہستہ سے بولا اور اُٹھ کر فون پر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا تھا۔

"ہیلو فیاض... میں بول رہا ہوں... وہ تینوں میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ تمہارے پاس بھیج دوں... یا تم خود آ رہے ہو... اچھا... اچھا... ٹھیک ہے۔"

ریسیور رکھ کر ظفر کی طرف مڑا۔

"وہ خود ہی آ رہا ہے۔"

ظفر آرام کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔ جیمسن بُرا سا منہ بنائے بیٹھا تھا۔

بیس منٹ بعد فیاض وہاں پہنچ گیا۔ تینوں کے تحریری بیان لینے کے بعد اُس نے ظفر سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تم غیر شادی شدہ ہو اور کپڑا بازار میں صرف عورتوں کے ملبوسات کے لیے کپڑا ہوتا ہے۔"

"مجھے اس کا علم نہیں تھا۔"

"تو خریدا نہیں؟"

"ظاہر ہے کہ میں غیر شادی شدہ ہوں۔"

"کیا تم بتا سکو گے کہ شاہ آباد کے انچارج نے کیا کہہ کر تمہیں رہا کیا تھا؟"

"شاید اُس نے کہا تھا تصدیق ہو گئی ہے کہ آپ لوگ بے قصور ہیں۔"

"تم نے پوچھا ہو گا کہ کس طرح تصدیق ہوئی ہے؟"

"جی نہیں... غیر ضروری باتوں سے احتراز کرتا ہوں۔"

"تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے؟"

"آپ اچھی طرح جانتے ہیں!"

"نہیں... میں نہیں جانتا۔"

"نواب زادوں کا ذریعہ معاش پوچھا جا رہا ہے؟" جیمسن بڑبڑا کر چھت کی طرف دیکھنے لگا۔

فیاض اُس کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران بول پڑا۔ "چچا کی دولت سلامت رہے۔"

"مجھے علم ہے کہ چچا نے اُن سے سارے تعلقات منقطع کر لیے ہیں۔"

"وظیفہ بند نہیں کیا۔"

"خیر... بہر حال...!" فیاض عمران کی طرف ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ تم جانتے ہو کہ اب تمہیں [illegible] جواب دہی کرنی ہے؟"

"تم بڑے خوش قسمت ہو سوپر فیاض!" عمران مسکرا کر بولا۔ "[illegible] شام کی چائے تمہارے ساتھ پیوں گا۔"

"ضرور... ضرور...!" فیاض کا لہجہ تلخ تھا۔

ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ عمران نے ریسیور اُٹھا کر کال ریسیو کی... اور پھر فیاض سے بولا۔ "تمہاری ہے۔"

اس دوران میں اُس نے ظفر اور جیمسن کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور انہوں نے خاموشی سے تعمیل کی تھی۔

فیاض ریسیور رکھ کر عمران کی طرف مڑا۔ اُس کی آنکھوں [illegible] کے آثار تھے۔

"ٹھیک... ٹھیک...!" عمران اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا [illegible]

"[illegible] ساتھ چائے پی سکو گے!" فیاض نے خشک [illegible]

"تمہاری مرضی!"

"چاہو تو تم بھی چل سکتے ہو!"

"کوئی خاص بات...؟"

"لاش... کسی غیر ملکی کی لاش سڑک پر پڑی ملی ہے۔"

"بہت دنوں سے کوئی لاش نہیں دیکھی... ضرور چلوں گا۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

"تم نے اُنہیں یک بیک رہائی کی وجہ تو نہیں بتائی...؟" فیاض نے عمران کو گھور کر پوچھا۔

"بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔ اب اتنا احمق بھی نہیں ہوں۔"

دونوں باہر آئے۔ اس بار پھر فیاض ہی کی گاڑی میں سفر شروع ہوا، لیکن اب کوئی تیسرا موجود نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ کھل کر گفتگو نہ کر سکتے۔

"کیا اب تم اس لڑکی کے بارے میں کچھ بتانا پسند کرو گے؟" عمران نے کہا۔

"ایک سفارت خانے سے تعلق رکھتی تھی۔ اُس کے کچھ اہم کاغذات چُرا کر روپوش ہو گئی ہے۔"

"لیکن کیپٹن فیاض!... تم ذاتی طور پر کیسے ملوث ہوئے؟"

"کیا مطلب؟" فیاض کا لہجہ بدل گیا۔

"ظفر وغیرہ کی رہائی کے لیے تم ہی تو استعمال کیے گئے تھے۔"

"اگر وہ تم نہیں تھے تو یقیناً میرے لیے یہ کسی بڑے خطرے کا پیش خیمہ ہے۔ دوسرا پوائنٹ اگر یہ تینوں اس لڑکی کے لیے اجنبی تھے تو انہیں اس طرح رہائی دلانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟"

"ہاں... آں... میں زیادہ تر اسی پر غور کرتا رہا ہوں۔" عمران پُر تفکر لہجے میں بولا۔

"تو وہ تم نہیں تھے...؟"

"یار فیاض، تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کبھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کرتا... اور پھر اس طرح میں خود ہی اُن تینوں کی گردنیں کیوں پھنسانے لگا؟... کیا تم اسی بنا پر اُن کے خلاف سخت ترین کارروائی نہیں کر سکتے۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ گاڑی تیز رفتاری سے راستہ طے کرتی رہی۔

عمران نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔ "لڑکی کا نام کیا ہے؟"

"ریتا ڈیمز!"

"اچھا خاصا ہے۔"

"کیا تم نے یہ نام پہلے بھی کبھی سنا ہے؟"

"نہیں...!" مختصر سا جواب تھا۔ عمران کی پیشانی پر سلوٹیں اُبھر آئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے حافظے پر زور دینے کی... کوشش کر رہا ہو۔

شاہ آباد پولیس اسٹیشن سے پہلے والے چوراہے پر ایک اسسٹنٹ سب انسپکٹر کھڑا نظر آیا۔ اُسے عمران پولیس اسٹیشن پر بھی دیکھ چکا تھا۔ فیاض نے اُس کے قریب ہی گاڑی روک دی تھی۔

اُس نے بائیں جانب ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ "لاش سڑک پر پڑی ہوئی ہے۔ آپ کا انتظار تھا۔"

"بیٹھ جاؤ!" فیاض نے پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

بائیں جانب گاڑی موڑ کر ایک یا ڈیڑھ میل سے زیادہ چلنا نہیں پڑا تھا۔

لاش سڑک پر پڑی دکھائی دی۔ اُس کے آس پاس مسلح کانسٹیبل بھی کھڑے نظر آئے۔

فیاض گاڑی روک کر نیچے اُترا... اور جیسے ہی لاش کے قریب پہنچا، عمران نے اُس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار دیکھے۔

"کیوں...؟ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

"ہاں... یہ اسی سفارت خانے کا فوجی اتاشی ہے۔"

"اوہو...!"

تھوڑے فاصلے پر سفید رنگ کی ایک اوپل کیپٹان کھڑی تھی۔

عمران آگے بڑھ کر گاڑی کا جائزہ لینے لگا... جس کا اسٹیئرنگ کی جانب والا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

فیاض نے شاہ آباد کے اسٹیشن انچارج کو کچھ ہدایات دیں اور خود بھی عمران کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"کیا دیکھا؟" عمران نے اُس کی طرف دیکھے بغیر سوال کیا۔

"بظاہر... موت کی وجہ اتفاقیہ بھی ہو سکتی ہے۔"

"کیوں...؟"

"کہیں زخم یا کسی قسم کی چوٹ کے آثار نہیں پائے جاتے۔"

"اگر یہ گاڑی اسی کی ہے تو...!" عمران کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔

"کنجی اگنیشن میں موجود ہے۔ گچھے میں کچھ اور کنجیاں بھی نظر آ رہی ہیں۔ ڈیش بورڈ کے کسی خانے میں گاڑی کی کتاب تلاش کرو۔ اس کی بھی تصدیق ہو جائے گی۔" فیاض نے کہا۔

عمران نے کنجی اگنیشن سے نکال کر ایک خانہ کھولا۔ گاڑی کی کتاب موجود تھی۔ فیاض اُس کی ورق گردانی کرنے لگا... اور بولا۔ "یہ گاڑی اسی کی ہے۔"

"تو پھر یہ دیکھو کہ یہ بیچ سڑک پر کھڑی ہے اور اسٹیئرنگ کے قریب والا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے۔ اگر وہ معمولی حالات میں کسی ضرورت کے تحت گاڑی سے اُترا ہوتا تو گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی کی ہوتی۔"

"ہوں... اوں...!" فیاض کسی گہری سوچ میں تھا۔

"آہا...!" دفعتاً عمران آگے بڑھا اور بائیں جانب سڑک سے نیچے اُتر کر کچے میں کچھ دیکھنے کے لیے جھک پڑا۔

پھر مڑ کر فیاض کو قریب آنے کا اشارہ کرتا ہوا نیم دائرے کی شکل میں پیچھے ہٹنے لگا۔ نظر زمین ہی پر تھی۔

"یہ دیکھو!... یہاں کسی اور گاڑی کو سڑک سے نیچے اُتار کر اُس کا رُخ موڑا گیا ہے۔"

"ہو سکتا ہے... یہی گاڑی ہو۔ کسی دوسری کی بات کیوں کر رہے ہو؟" فیاض بولا۔

"اس گاڑی کے ٹائروں کے نشانات اُس سے مختلف ہوں گے۔ یقین نہ ہو تو پھر اس کے ٹائر دیکھ آؤ۔"

فیاض گاڑی کی طرف بڑھا۔ اُس کے ٹائروں کو بغور دیکھتا رہا... اور پھر عمران کے پاس واپس آکر بولا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔"

"اور نشانات کی پوزیشن بتاتی ہے کہ گاڑی ادھر گئی ہوگی۔" عمران نے بائیں جانب ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"تو پھر یہ معلوم کر لینے کے بعد بھی ہم فوری طور پر کیا کر سکیں گے؟"

"اگر میری گاڑی بھی اس وقت موجود ہوتی تو میں اُدھ ضرور جاتا۔"

"چلو دیکھتے ہیں۔"

"یہاں تمہاری موجودگی ضروری تو نہیں۔"

"میں نے انہیں لاش اُٹھوا دینے کی اجازت دے د ہے اور کہہ دیا ہے کہ سفارت خانے کو فون کر دیں۔"

"اس سلسلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ یہ اطلاع ذرا ا انداز میں دی جائے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"سفارت خانے کو یہ نہ بتایا جائے کہ لاش شناخت لی گئی ہے۔ بلکہ گاڑی کی کتاب کے حوالے سے بات کی جائے

کیوں خواہ مخواہ جان پہچان اپنے سر لیتے ہو؟"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ اگر میں اسے شناخت کر چکا ہوں تو سفارت خانے کے کسی آدمی کے پہنچنے تک مجھے یہیں رُکنا پڑے گا۔"

"تعلیم کی ابتدا بغدادی قاعدے سے کی ہوتی تو اتنی سوجھ بوجھ ضرور رکھتے۔ چلو جاؤ اسٹیشن انچارج کو اچھی طرح سمجھا آؤ کہ اسے کیا کرنا ہے۔"

فیاض نے اس وقت بڑی سعادت مندی سے تعمیل کی تھی۔ واپسی پر اپنی گاڑی اسی طرف لیتا آیا اور وہ دونوں نامعلوم گاڑی کی متوقع سمت چل پڑے۔

"میرا ذہن ابھی تک اسی میں اُلجھا ہوا ہے۔" فیاض کچھ دیر بعد بولا۔

"کس میں...؟"

"تمہارے تینوں آدمیوں کی رہائی۔ آخر اس قسم کی ہدایت دینے والا کون تھا اور اُسے اُن سے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی۔ [illegible] ہوتے یا جہنم میں جاتے۔ سنو!... تم ذرا ظفر الملک کو [illegible] کوشش کرنا۔"

"مجھے اس پر اعتماد ہے سوپر فیاض!"

"[illegible] پریشانیوں میں مبتلا ہونے کے بعد اچھے اچھے بھی [illegible] سے ہٹ جاتے ہیں۔"

"[illegible] دیکھوں گا۔" عمران نے پُرتفکر لہجے میں کہا۔

فیاض کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے اور آنکھیں [illegible]۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے وہ اپنی زبان [illegible] کر رہا ہو۔ عمران اُسے کن انکھیوں سے دیکھے [illegible] وہ مڑ کر کھڑکی سے باہر بھی دیکھنے لگتا۔

[illegible] بولا۔ "رکو... رکو!"

[illegible] بریک لگائے اور عمران گاڑی سے اُتر [illegible] دوڑتا چلا گیا۔ پھر ایک جگہ رُک کر دائیں [illegible] گیا۔ کچھ دور تک خمیدہ ہو کر چلتے [illegible] فیاض کی طرف مڑا۔

[illegible] اس نے ہاتھ ہلا کر اونچی آواز میں کہا۔ [illegible] اسی گاڑی کے ٹائروں کے [illegible] نرم اور ریتلی تھی۔ اس لیے [illegible] اور ان کا سلسلہ دور تک [illegible]

اُن کی گاڑی اُنہی نشانات پر آگے بڑھنے لگی۔

"ہوں... تو یہ گاڑی...!" فیاض کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔

◆

رات کے گیارہ بجے تھے۔ ظفر تھوڑی ہی دیر پہلے سویا تھا۔ اچانک کسی آواز پر آنکھ کھل گئی کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا۔

فلیٹ میں جیمسن کے علاوہ اور کون تھا۔ ظفر جھلا کر اُٹھ بیٹھا۔ اس کے بعد مار بیٹھنے کے سے انداز میں اُس نے دروازہ کھولا تھا۔

"کیا بات ہے؟" اُس نے مؤدب کھڑے ہوئے جیمسن سے پوچھا۔

"بقراط صاحب! تشریف لائے ہیں۔" اس نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔"

"ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے ہیں۔"

وہ سلیپنگ گاؤن پہن کر ڈرائنگ روم میں آیا اور عمران پر نظر پڑتے ہی اُسے بے ساختہ ہنسی آگئی۔

"اوہو... کیا میں بہت زیادہ احمق لگ رہا ہوں؟" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں پوچھا۔

"یہ بات نہیں۔ کم بخت نے کہا تھا بقراط صاحب تشریف لائے ہیں۔"

"زہرہ شناس ہے... خیر ہاں... میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ وہ آدمی تمہارے گھونسے سے نہیں مرا تھا۔"

"پھر...؟"

"زہر... جو خارجی ذرائع سے دورانِ خون میں شامل ہوا تھا۔"

"زہریلی سوئی!"

"ممکن ہے۔" عمران اُسے دیکھتا ہوا بولا۔ "اور جلدی سے کپڑے پہن لو! کافی [illegible]"

ظفر نے [illegible] کرنا مناسب نہ سمجھ کر جلدی جلدی لباس تبدیل کیا تھا۔

عمران کی گاڑی سڑک پر موجود تھی۔ دونوں کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

"تم نے [illegible] کی گاڑی کا میک فیاٹ الیون ہنڈرڈ ہی بتایا تھا نا؟"

"جی ہاں!"

”گاڑی مل گئی ہے۔ تمہیں اُس کی شناخت کرنی ہے۔ نمبر تم نے پہلے بھی نہیں بتائے تھے۔“

”کہاں ہے؟“

”بہت دُور... سمندر کے کنارے... ڈائمنڈ بیچ کے قریب!“

”اوہو...!“

”گاڑی سمندر سے نکالی گئی ہے۔“

”لل... لیکن پتا کیسے چلا؟“

”ٹائروں کے نشانات کے ذریعے... جو ایک اُونچے ٹیلے تک چلے گئے تھے۔ وہیں سے گاڑی سمندر میں گری۔“

”لڑکی کی لاش؟“

”مجھے خوشی ہے کہ لڑکی کی لاش نہیں ملی۔“ عمران نے سچ مچ خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ”تصویر میں اتنی دلکش لگی ہے کہ اُسے زندہ دیکھنے کی آرزو میں مرا جا رہا ہوں۔“

”آپ...؟“

”کیوں؟... کیا مجھ میں آدمی بننے کی صلاحیت نہیں ہے؟“

”جیمسن کا یہی خیال ہے۔ آج جوزف سے کہہ رہا تھا کہ تمہارے باس کی صحبت میں میرا باس بالکل مُردہ ہو کر رہ گیا ہے۔ اب لڑکیوں کو دیکھ کر سیٹی نہیں بجاتا۔“

”نہیں بجاتے...؟“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”نن... نہیں...!“

”نالائق ہوتے جا رہے ہو... جوکی بیٹی ہوا تو نہیں ہے۔“

”ماحول کی بات ہوتی ہے۔ یہاں اسے غنڈہ پن سمجھا جاتا ہے۔“

”اور وہاں...؟“

”جس کے لیے سیٹی بجائی جاتی ہے وہی متوجہ ہوتی ہے۔“

”یہاں یہ دشواری ہے۔“ عمران مُردہ سی آواز میں بولا۔ ”سب کی سب متوجہ ہو جائیں گی اور تم بوکھلا کر بھاگ کھڑے ہو گے۔ خیر تو میں پوچھ رہا تھا۔ وہ شخص کون تھا جس نے اُس سے تمہارا تعارف کرایا تھا؟“

”کمال کر دیا آپ نے، کیا اب تک مجھے جھوٹا سمجھتے رہے تھے!“

”کبھی کسی ایسے آدمی سے ملے ہو جس کی آواز کیپٹن فیاض کی آواز سے مشابہ ہو؟“

”یہ اس سے بھی زیادہ چونکا دینے والا سوال ہے۔“

”لہٰذا سوچے بغیر زبان پر نہ لاؤ، شاید یاد آ جائے۔“

”میرے ملنے جلنے والوں میں کوئی ایسا نہیں ہے۔“

”کسی بیرونی سفارت خانے میں بھی تمہارا کوئی دوست ہے؟“

”بہتیرے سفارت خانوں میں ہیں۔“

”اُنہی دوستوں کو ذہن میں رکھ کر سوچو!“

”اس کا جواب غور طلب ہے۔ فوراً نہیں دیا جا سکتا۔“

”اچھا دیکھنا۔“

گاڑی تاریکی کا سینہ چیرتی ہوئی تیز رفتاری سے ڈائمنڈ بیچ کی طرف چلی جا رہی تھی۔

”ہپّی مُراد میں آخر تم کیا دیکھنا چاہتے ہو؟“ عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”یہی کہ وہ سماج سدھار کے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے؟... ہپّیوں کو اس سے کیا سروکار...؟... زندگی سے مایوس ہو کر ہی تو ہپّی بن جاتے ہیں۔“

”وہ ایک ہیڈ کانسٹیبل کا لڑکا ہے جسے رشوت ستانی کے الزام میں سزا ہو گئی تھی۔“

”اُس کا خیال ہے کہ اگر اُس کی ماں دولت کی... خواہش مند نہ ہوتی تو اس کا باپ کبھی اس حال کو نہ پہنچتا۔“

دفعتاً ظفر چونک پڑا۔ عمران نے بھی اُسے محسوس کیا۔ کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ ظفر بولا۔ ”کیا آپ اُس سے کبھی ملے ہیں؟“

”نہیں، میں نے اُس کے بارے میں سُنا تھا۔“

”اُس کی آواز کیپٹن فیاض کی آواز سے مشابہ ہے۔“

”ہوں... لیکن کیا اس کا امکان ہے کہ وہ اڈے سے [illegible] کر اتنی جلدی کسی ایسی جگہ پہنچ سکے گا جہاں فون موجود ہو؟“

”ہاں! یہ بات قابلِ غور ہے۔“

ڈائمنڈ بیچ پہنچ کر ظفر نے گاڑی کی شناخت کی اور [illegible] افسردہ سا نظر آنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد بولا۔ ”یہ تو خودکشی ٹھہری۔“

”جب تک لڑکی کی لاش نہ ملے ایسی کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔“

”پھر یہ گاڑی؟“

”اسی ٹیلے پر روکی گئی اور پھر انجن بند کیے بغیر [illegible] پانی میں دھکیل دی گئی۔ انجن کا سوئچ آن تھا لیکن گاڑی [illegible] نہیں تھی۔ اس وقت بھی اسی پوزیشن میں ہے۔“

”یہ معاملہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آ سکا۔“ ظفر [illegible]

”کیا سمجھنا چاہتے ہو؟“

”ہمیں رِنگ کیسے ملی تھی؟“

”یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم!“

”آپ نے یہ کیوں پوچھا تھا کہ میرے کسی شناسا کی آواز کیپٹن فیاض جیسی تو نہیں...؟“

”اب اس وقت واپسی ممکن نہیں!“ عمران اُس کی بات اُڑا کر بولا۔ ”بیچ ہوٹل کے قریب ایک ہٹ میں رات بسر کریں گے۔“

ظفر اُسے کن انکھیوں سے دیکھ کر رہ گیا۔

⁂

غیر مُلکی سفارت خانے کے فوجی اتاشی کی موت معمہ بنی ہوئی تھی لیکن کیپٹن فیاض سے زیادہ باخبر ہونے کی بنا پر عمران حالات کا کسی قدر اندازہ لگا سکتا تھا۔

ریناولیمز دراصل اس فوجی اتاشی کی پرسنل اسسٹنٹ تھی اور کاغذات اُسی کی تحویل سے لے بھاگی تھی۔ عمران کو یہ [illegible] فیاض سے معلوم ہوئی۔ اُس نے یہ بھی بتایا کہ فوجی اتاشی [illegible] اُس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا تھا۔

لیکن عمران نے فیاض کو اس سے لاعلم رکھا کہ فوجی اتاشی کی موت کا باعث ریناولیمز ہی بنی تھی۔ ظفر، جیمسن اور جوزف کو بھی ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ اس مسئلے پر کسی کے سامنے بھی [illegible]

ابھی کچھ ہی دیر پہلے عمران نے ظفر اور جیمسن کو رخصت کیا تھا اور خود کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ فیاض آ دھمکا۔ اُس کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار تھے۔ چھوٹتے ہی [illegible] ان دونوں کو دوبارہ حراست میں لے رہا ہوں۔“

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ [illegible] کہا۔ ”معاملے کی بات کرو... بیوہ عورتوں کی [illegible] فائدہ... اگر کسی دشواری میں ہو تو مجھے بتاؤ!“

[illegible] اور کیا دشواری ہو گی کہ محض تمہارے [illegible] کو حراست میں نہیں لے سکتا۔“

[illegible] بات! بولو... کیا چاہتے ہو؟“

[illegible] دستیاب ہو سکی؟“

[illegible] لاش لاؤنج میں اس پر ریناولیمز کا...

[illegible] ہو؟“

”اس کے بغیر کیس کا فائل بند نہیں ہو سکتا۔“

”لیکن وہ تو نہیں مری۔ میں ثابت کر چکا ہوں کہ صرف گاڑی پانی میں گرائی گئی تھی اور پانی میں گرتے وقت وہ بالکل خالی تھی۔“

”اس سلسلے میں تمہاری دلیل کسی طرح پریس تک پہنچ گئی ہے۔ تم نے آج کا اخبار دیکھا ہی ہو گا۔“

”دیکھا ہے... لیکن پریس کی معلومات کا ذریعہ میں... نہیں ہوں۔“

فیاض اُٹھتا ہوا بولا۔ ”اگر اُن تینوں کی خیریت چاہتے ہو تو ریناولیمز کو تلاش کرو! صرف تین دن کی مہلت دے سکتا ہوں۔“

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا فیاض نکلا چلا گیا تھا۔

عمران ٹھنڈی سانس لے کر منہ چلانے لگا... پھر سلیمان کو آواز دی۔

”جناب...!“ سلیمان کمرے میں داخل ہو کر بولا۔ اُس کے ہاتھوں میں کفگیر تھی۔ شاید ہانڈی بھون رہا تھا۔

”اگر کسی لڑکی کی تلاش ہو تو کیا کرنا چاہیے؟“ عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”تلاش کرنا چاہیے۔“

”بہت اچھا جواب ہے۔ شکریہ! بعض اوقات سامنے کی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔“

”آٹا ختم ہو گیا ہے، پیسے دلوائیے... ورنہ دوپہر کو صرف شوربہ پینا پڑے گا۔“

”میں نے کتنے دنوں سے کھانا نہیں کھایا؟“

”ایک ہفتے سے۔“

”پھر اتنی جلدی آٹا کیسے ختم ہو گیا؟“

”میں نے بچا کر پڑوسی کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔“ سلیمان جھنجھلا کر بولا۔

”کس حساب سے بیچا تھا؟“

”چار آنے سیر!“

”قوم کا ہمدرد معلوم ہوتا ہے۔ جی خوش کر دیا تو نے... خود کس حساب سے خرید کر لائے گا؟“

”بارہ آنے سیر!“

”اچھی بات ہے۔ میں تیرا بستر بھی پڑوسی کے گھر بھجوائے دیتا ہوں۔“

”ہانڈی جل جانے کی، جلدی سے نکالیے دس روپے۔“

"سلیمان...!"

"جنابِ عالی!"

"مجھے تو لیڈر ہونا چاہیے تھا۔"

"پیسے جناب!... میں اس وقت تفریح کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

عمران نے دس دس کے دو نوٹ اُس کے حوالے کیے لیکن سلیمان ایک نوٹ واپس کرتا ہوا بولا۔ "خیرات نہیں چاہیے...!"

"ہائیں... تو اتنا شریف کہاں سے ہو گیا ہے؟"

"جب سے محترم جوزف سے آپ کا نکاح ہوا ہے۔"

"کیا بکواس ہے؟"

"اگر آپ کی کوئی بیگم ہوتیں تو بھی میں اتنا زچ نہ ہوتا، جتنا وہ روسیاہ کر رہا ہے۔"

"اُسے کچھ کہے گا بھی یا جدید ترین شاعری ہی کرتا رہ جائے گا۔"

"میری پلیٹ کی بوٹیوں تک پر نظر رکھتا ہے۔ اُس کے باس کا دیوالیہ نکالے دے رہا ہوں اور خود چھ بوٹیاں یومیہ...!"

"یہ بات ہے... اچھا میں دیکھوں گا... باس کی دھجیاں اُڑ جائیں، وہ کون ہوتا ہے دخل دینے والا؟"

"آپ بھی وہی کہہ رہے ہیں جو وہ کہتا ہے۔"

"اچھا... بس چلتے پھرتے نظر آؤ!"

"ذرا اُس سے پوچھیے گا ساری رات بھوں بھوں روتا کیوں رہا تھا۔ چین سے سونے بھی تو نہیں دیتا کم بخت!"

سلیمان چلا گیا اور عمران نے جوزف کے کمرے کے دروازے پر جا کر دستک دی۔

اُس نے دروازہ کھولتے ہوئے گلوگیر آواز میں اُسے سلام کیا۔

"کیا رات پیٹ میں درد تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں تو باس!"

"پھر کیوں روتا رہا تھا؟"

"وہ سفید سؤریا خواب میں نظر آئی تھی۔"

"ابے تو اس میں رونے کی کیا بات تھی؟"

"کون کہتا ہے کہ رو رہا تھا... میں تو دعا پڑھ رہا تھا۔ تاکہ تم پر کوئی مصیبت نازل نہ ہو اور باس اب مجھے کچھ کچھ یاد آتا ہے کہ میں نے شاید اُسے کہیں مادام روشنی کے ساتھ دیکھا تھا۔"

"اب یاد آئی ہے یہ بات... تین دن بعد؟"

"میرا خیال ہے کہ خواب ہی میں کوئی ایسی چیز بھی نظر آ جس نے مجھے یاد دلایا۔"

"تم سچ مچ باکمال آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

جوزف نے دانت نکال دیے۔

ڈرائنگ روم میں واپس آکر اُس نے فون پر روشنی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ پہلے گھر کے نمبر رنگ کیے پھر آفس کے... وہ آفس میں موجود تھی... عمران کی آواز سنتے ہی چہکی۔ "جب بھی شدت سے تمہاری ضرورت محسوس ہوتی ہے تم خود ہی متوجہ ہو جاتے ہو۔"

"کوئی خاص بات؟"

"بے حد خاص...!" روشنی نے جواب دیا۔ "کیوں نہ ہم ساتھ ہی لنچ کریں۔"

"ایک گھنٹے بعد لنچ سے زیادہ خاص بات اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔"

"ہانگ کانگ کیسا رہے گا؟"

"وہاں کا چکن سوپ مجھے پسند ہے۔"

"تو پھر ٹھیک ایک بجے...!"

"او کے...!" عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

وہ مسلسل اُس آواز کے بارے میں سوچے جا رہا تھا جس نے ظفر الملک جوزف اور جیمسن کو شاہ آباد پولیس اسٹیشن سے رہائی دلوائی تھی۔

اگر وہ لڑکی ہی کا کوئی ساتھی تھا تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ لڑکی ٹائر فلیٹ ہو جانے کے بہانے راستے میں ظفر الملک کی ہی منتظر تھی۔

اگر یہ حقیقت تھی تو ظفر کسی سازش کا شکار ہوا ہے، جو شاید یہیں تک محدود نہ رہے۔

ٹھیک ایک بجے وہ ہانگ کانگ ریستوران پہنچ گیا، جہاں روشنی اُس کی منتظر تھی۔

"تم نے مجھے کیوں فون کیا تھا؟" وہ اُسے ٹٹولنے والی... نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی

"قصہ ہے ریناولیمز کا!"

"خداوندا... کیا تم سچ مچ بھوت ہو۔"

"ایسا بھوت جس کی لنگوٹی ہر جگہ رہ جاتی ہے۔"

"نہیں بتاؤ... تمہیں کیوں کر معلوم ہوا کہ میں تم سے اسی سلسلے میں ملنا چاہتی ہوں؟"

"کسی نے کبھی تمہیں اُس کے ساتھ دیکھا تھا؟"

"کس نے دیکھا تھا؟"

"کیا یہ بتانا ضروری ہے؟"

"نہیں... لیکن تم اُس کے بارے میں مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے تھے۔"

"میری بات چھوڑو... تم اپنے کس مسئلے کے لیے مجھ سے ملنا چاہتی تھیں؟"

روشنی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ویٹر آگیا۔ وہ اُسے مطلوبہ اشیاء تحریر کرانے لگی۔

اُس کے چلے جانے پر عمران بولا۔ "وقت کم ہے اگر تم اس معمے کو چھوڑ کر اپنی دُشواری کی طرف آجاؤ تو بہتر ہو گا۔"

"لمبی کہانی ہے۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں کہ وقت نہ ضائع کرو۔"

"تم نے ایک سفارت خانے کے ملٹری اتاشی کی موت کے بارے میں سنا ہو گا۔"

"سنا ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

روشنی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "تم کبھی [illegible] کی زمینوں کی طرف گئے ہو؟"

"ہاں شاید کبھی گزرا ہوں ادھر سے!"

"وہاں مسز گوہن کا بھی ایک فارم ہے۔ وہ بندروں اور خرگوشوں کی افزائش کرتی ہے۔"

"خوب...!"

"میرے اس سے اچھے مراسم ہیں۔"

"بندروں کی وجہ سے یا خرگوشوں کی وجہ سے؟"

"دونوں کی وجہ سے... بڑھاپے میں میں بھی یہی کروں گی۔"

"ابھی کس نے منع کیا ہے؟"

"اب تم موضوع سے ہٹ رہے ہو۔" روشنی جھنجھلا گئی۔

"اچھا... پھر...!"

"[illegible] ملٹری اتاشی بھی اُس کے دوستوں میں سے تھا۔ [illegible] بھی ان لوگوں سے متعارف ہوئی تھی۔ [illegible] رینا ولیمز اور ملٹری اتاشی سے۔ رینا ولیمز کبھی [illegible] ساتھ ہوتی۔ چھٹی کی راتیں وہ دونوں [illegible] گزارتے تھے۔"

"کیا وہ ایک دوسرے سے وفا کرتے تھے؟"

"کیا تم اب بھی محبت کو گالی سمجھتے ہو؟"

"عملی گالی...!"

"خیر چھوڑو!" روشنی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "تم ہمیشہ گدھے ہی رہو گے۔ میں نہیں جانتی کہ وہ اس معاملے میں مخلص تھے یا نہیں اور مجھے اُن سے سروکار بھی کیا... دونوں جائیں جہنم میں... میں تو مسز گوہن کے لیے پریشان ہوں۔"

"اُن کا بھی جغرافیہ بتاؤ!"

"ایک سادہ معصوم عورت ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اُس پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔"

"جس نے تمہیں رینا کے ساتھ دیکھا تھا میرا خیال ہے کہ وہ اس فارم کی طرف بھی گیا ہو گا۔"

"کئی بار ایسا ہوا ہے کہ ہم سب فارم سے اکٹھے آئے ہیں، ہو سکتا ہے انہی مواقع پر کسی نے دیکھا ہو؟"

"اب مسز گوہن کو کیا تکلیف ہے؟"

روشنی نے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ ویٹر پہلا کورس لے آیا تھا۔

اُس کے چلے جانے پر بولی۔ "وہ بہت زیادہ خائف ہے۔"

"پولیس کی پوچھ گچھ سے ڈرتی ہے؟" عمران نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔"

"ہوں... تو تم اُس کی خوف زدگی کی وجہ جاننا چاہتی ہو؟"

"میں اس کی وجہ بھی جانتی ہوں... کچھ نامعلوم لوگ اُس کی نگرانی کر رہے ہیں لیکن نہ اُن کا تعلق مقامی پولیس سے ہے اور نہ اس سفارت خانے سے، میں اس کی تصدیق کر چکی ہوں۔"

"مقامی لوگ ہیں؟"

"نہیں... غیر ملکی...!"

"رینا ولیمز سے اب کہاں ملاقات ہو سکے گی؟"

"کیا تم نے اخبارات میں نہیں پڑھا کہ وہ اپنی گاڑی سمیت سمندر میں غرق ہو گئی۔"

"اخبار والے تو کسی دن پوری دُنیا کو کسی دوسرے سیارے کے سمندر میں غرق کر دیں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"اس کا واضح ثبوت نہیں مل سکا کہ غرق ہوتے وقت وہ خود بھی گاڑی میں موجود تھی۔"

روشنی کچھ نہ بولی۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے پوچھا "کیا اُن دونوں میں کچھ ان بن ہو گئی تھی؟"

"پتا نہیں... اس سلسلے میں مسز گوہن بھی کچھ نہیں بتا سکی۔"

"سوال یہ ہے کہ اگر کچھ غیر ملکی اُس کی نگرانی کر رہے ہیں تو وہ اس کی رپورٹ پولیس کو کیوں نہیں کرتی؟"

"میں یہی معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"

"اس لیے مجھ سے ملنا چاہتی تھیں؟"

"ہاں... آں...!"

"تمہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا؟"

"میں جو خرگوش پالوں گی وہ انڈے دینے لگیں گے۔"

روشی پھر جھنجلا گئی۔

"ماشاءاللہ... بلکہ انشاءاللہ...؟"

"بور مت کرو!"

لنچ سے فارغ ہو جانے تک پھر روشی نے یہ ذکر نہیں چھیڑا تھا۔

عمران بھی خاموشی سے کھاتا رہا تھا۔

روشی کے انداز سے معلوم ہوتا تھا، جیسے اس ملاقات سے اُسے مایوسی ہوئی ہو۔

"مسز گوہن کی عمر کیا ہے؟"

"عمر سے تمہیں کیا سروکار؟"

"اگر کم سِن ہو تو نگرانی کرنے والے عشاق بھی ہو سکتے ہیں۔"

"اگر تم ڈھنگ کی کوئی بات نہیں کر سکتے تو اس معاملے کو یہیں ختم کر دو۔"

"ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں مسز گوہن کو... اور ہاں کیا تمہاری اُس سے اس کے ایسے ہی تعلقات تھے کہ وہ اُسے اپنے کسی راز میں شریک کر سکتا؟"

"یہ ایک کام کی بات پوچھی ہے تم نے... ہاں میرا خیال ہے کہ وہ اسی بنا پر خائف ہے کہ شاید کسی معاملے میں اُس کی رازدار بھی تھی۔"

"غالباً اب میں کسی قدر دلچسپی محسوس کر رہا ہوں۔"

روشی کا چہرہ کھل اُٹھا۔

*

مسز گوہن تیس سال سے زیادہ کی نہ رہی ہو گی۔ خاصی قبول صورت اور صحت مند عورت تھی۔ اس کے ملنے والوں کا خیال تھا کہ وہ ایک ایماندار اور نیک سیرت عورت ہے۔

تین سال پہلے اُس کا شوہر ٹریفک کے حادثے کا شکار ہو کر اُسے تنہا چھوڑ گیا تھا۔

اب وہ چند ملازمین کی مدد سے فارم کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ بندروں اور خرگوشوں کے ایکسپورٹ سے اُسے اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی تھی۔

قیام بھی فارم ہی میں تھا۔ یہ بڑی پُرفضا جگہ تھی۔ کبھی کبھی اس کے شہری دوست چھٹیاں گزارنے وہاں آ جاتے۔ اس طرح کچھ دنوں کے لیے خاصی چہل پہل ہو جاتی تھی۔

وہ ہنس مکھ اور ملنسار تھی لیکن پچھلے تین دنوں سے اُس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار پائے جاتے تھے... کبھی کبھی خوف زدہ سی بھی نظر آنے لگتی۔

اس وقت بھی وہ رہائشی عمارت کے برآمدے میں کھڑی خوف زدہ نظروں سے سڑک کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔

دفعتاً ایک گاڑی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور قریب پہنچی تو مسز گوہن کا چہرہ کھل اُٹھا۔

"ہیلو... روشی...!" وہ چہکتی سی آواز میں کہتی ہوئی... برآمدے سے نیچے اُتر گئی اور خود ہی روشی کی طرف کا دروازہ بھی کھولا۔

روشی کے ساتھ ایک مرد بھی تھا فوری طور پر وہ اُس کی طرف خصوصی توجہ نہ دے سکی لیکن جب دونوں گاڑی سے اتر کر نشست کے کمرے میں آئے تو روشی نے اُس کا تعارف کراتے ہوئے کہا "یہ میرے بہت پرانے دوست مسٹر علی عمران ہیں۔ تم نے ذکر کیا تھا کہ تمہارے بندروں میں کسی قسم کی بیماری پھیل رہی ہے۔ یہ بندروں پر اتھارٹی ہیں۔"

"اوہ... بڑی خوشی ہوئی!" مسز گوہن نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور تب اُس نے پوری طرح اُس کا جائزہ لیا۔ خوش شکل جوان تھا لیکن چہرے پر یتیمی سی چھائی ہوئی تھی۔ اوّل درجے کا بے وقوف معلوم ہوتا تھا۔

روشی کہہ رہی تھی "ہم تین چار دن یہاں گزاریں گے۔"

"اوہ ضرور... ضرور...!" مسز گوہن خوش ہو کر بولی "میں بڑی شدت سے تنہائی محسوس کر رہی تھی۔"

"یہ بہت اچھے پامسٹ اور ستاروں کی چال سمجھنے والے بھی ہیں۔"

روشی نے تعارف کے سلسلے کو آگے بڑھانے کے لیے کہا۔

"سچ مچ...!" مسز گوہن نے مزید گرم جوشی سے عمران کا ہاتھ

دبایا تھا۔

"تم دیکھ ہی لوگی۔"

عمران کے ہونٹوں پر جھینپی جھینپی سی مسکراہٹ تھی۔

"لیکن بہت کم سِن معلوم ہوتے ہیں۔" مسز گوہن بولی۔

"بولنے پر آتے ہیں تو کسی کی بھی نہیں سنتے۔" روشی نے ہنس کر کہا۔

اور تھوڑی دیر بعد عمران نے اُس کے اس قول کی تصدیق کر دی تھی۔ بندروں پر گفتگو شروع ہوئی تو سچ مچ اُس نے مسز گوہن کو خاموشی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

وہ حیرت سے اُس کا منہ تکے جا رہی تھی۔ ساری دُنیا میں پائے جانے والے بندروں کی مختلف اقسام اور اُن کی عادات اور خصائل پر اس طرح لیکچر دے رہا تھا، جیسے بندروں کی [illegible] آدمیوں سے مخاطب ہو۔

جی بھر کے دماغ چاٹ چکنے کے بعد مسز گوہن کے... بندروں میں پائی جانے والی بیماری سے متعلق استفسار کیا۔

"پچھلے پندرہ دن سے... روزانہ صبح ایک بندر مُردہ ملتا ہے۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔" مسز گوہن بولی۔

"کسی بندر کی لاش کا ڈاکٹری معائنہ بھی کرایا؟" عمران نے پوچھا۔

"ظاہر ہے... لیکن رپورٹ عجیب و غریب ملی تھی، جو [illegible] مرنے کی کہانی سناتی ہے۔"

"ذرا رپورٹ مجھے دکھائیے؟"

"رپورٹ کے مطابق اس بندر کی موت گلا گھونٹے جانے سے واقع ہوئی تھی۔"

"کیا آج صبح بھی کوئی لاش ملی ہے؟"

"ہاں... آج بھی...!"

"[illegible]"

"[illegible] والا کہیں پھینک آیا ہو گا۔"

"[illegible] کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"لیکن [illegible] ہے کہ بندروں ہی میں سے کوئی دوسرے کا گلا گھونٹ دیتا ہو؟" روشی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"[illegible] میں نے بھی یہی قیاس کیا تھا۔" مسز گوہن بولی۔ "لیکن [illegible] کوئی علامت نظر نہیں آئی۔"

"[illegible]" روشی نے سوال کیا۔

"[illegible] مسز گوہن کے بندروں میں آپ کو ایک بھی زخمی نظر نہیں آیا۔" عمران بولا۔

"یقیناً... یقیناً...!"

عمران روشی کی طرف دیکھ کر بولا "اگر تم میرا گلا گھونٹنے کی کوشش کرو تو میں بندر نہ ہوتے ہوئے بھی تمہارا ٹینٹوا دبوچ لوں گا۔"

بہرحال عمران نے دوپہر کے کھانے سے قبل تک خاصی عقل مندی کی باتیں کی تھیں، لیکن سہ پہر کو مسز گوہن نے محسوس کیا، جیسے اُس کی شخصیت ہی بدل گئی ہو۔ گاؤدی پن کی باتیں کرنے لگا تھا اور چہرے پر برسنے والی حماقت کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔

روشی نے مسز گوہن کو بہت زیادہ حیرت زدہ دیکھا تو الگ لے جا کر بولی "بس یہی خرابی ہے اس شخص کے ساتھ... ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے وقتاً فوقتاً عقل مندی اور بے وقوفی کے دورے پڑتے ہیں۔"

"بحیثیت مجموعی دلچسپ آدمی ہے۔" مسز گوہن مسکرا کر بولی "تم اس وہم میں نہ پڑو کہ تمہارے ساتھ اس کی آمد مجھے ناگوار گزری ہے۔ میں تو بپی مراد جیسے لوگوں کو بھی برداشت کر لیتی ہوں۔"

عمران ٹھیک اس وقت اُن کے قریب پہنچا تھا، جب مسز گوہن بپی مراد کا حوالہ دے رہی تھی۔ انداز ایسا ہی تھا، جیسے اچانک کوئی بات یاد آئی ہو اور کچھ پوچھنے کے لیے اُن کے پاس دوڑا آیا ہو۔

"معاف کیجیے گا دخل اندازی پر!" اُس نے مسمسی شکل بنا کر کہا "آپ کے پڑوس میں کسی کے پاس کوئی ٹرینڈ بندر تو نہیں ہے؟"

"نہیں... کسی کے پاس کوئی ایسا بندر نہیں ہے۔"

پھر اچانک عمران پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا، جس نے اتنی شدت اختیار کر لی اور روشی کے ہاتھ پیر بھی پھول گئے۔ مسز گوہن کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

آخر کار عمران اپنی ہنسی میں بریک لگانے کی کوشش کرتا ہوا بولا "وہ بپی مراد... آپ نے ابھی اُس کا نام لیا تھا!"

"ہاں... ہاں... تو پھر...!" مسز گوہن کی حیرت اُس کی آواز پر بھی اثر انداز ہوئی تھی۔

"اگر آپ اُسے اپنے بندروں کے کسی کٹہرے میں بند کر دیں... تو کیسی رہے گی؟"

"اوہ...!" مسز گوہن بھی ہنس پڑی پھر سنجیدگی اختیار کر کے بولی "کیا آپ اُسے جانتے ہیں؟"

"شہر میں کون نہیں جانتا... لیکن آپ جیسی شائستہ خاتون کے پاس اُس کا کیا کام...؟"

"میرے کچھ احباب اُس میں دلچسپی لیتے ہیں۔"

"وہ بھی اسی جیسے ہوں گے۔"

"نہیں میری ہی طرح شائستہ ہیں۔"

"لیکن... میں نہیں سمجھ سکا کہ شائستہ لوگ اُسے کس طرح برداشت کرتے ہوں گے؟"

"مجھے اُس سے ہمدردی ہے۔" مسز گوہن نے کسی قدر ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

روشی نے عمران کو اشارہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں گفتگو کو طول نہ دے۔ لہٰذا اُس نے ہپی مراد سے پھر بندروں کی طرف چھلانگ لگائی، لیکن مسز گوہن دل برداشتہ سی نظر آنے لگی تھی اس لیے بات آگے نہ بڑھ سکی۔

⁂

ظفرالملک کو ریناڈیبز کی تلاش تھی... اور وہ ابھی تک اس اُلجھن میں مبتلا تھا کہ عمران کسی ایسے آدمی سے متعلق استفسار کیوں کر رہا تھا جس کی آواز کیپٹن فیاض کی آواز سے مشابہ رہی ہو۔

اچانک اُسے یاد آیا کہ ہپی مراد کے حوالے پر عمران نے کہا تھا کہ یہ ممکن ہے کہ وہ گدھے پر بیٹھ کر اتنی جلدی کسی ایسی جگہ پہنچ سکے گا، جہاں فون ہو... آخر اس ریمارک کا کیا... مطلب تھا۔ اس وقت اُس نے اس پر توجہ نہیں دی تھی... کتنی جلدی؟... یہ کس قسم کا جملہ تھا؟... اس کے پس منظر میں کیا تھا؟

اُس نے فون پر عمران کے نمبر ڈائل کیے لیکن وہ گھر پر موجود نہیں تھا۔

اُس کی اُلجھن بڑھتی رہی۔ تو کیا ہپی مراد کا بھی ان... واقعات سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے؟

ایک بار پھر وہ ہپی مراد کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ معلومات کے ذرائع ایسے تھے کہ اُسے جلد ہی اُس کے موجودہ ٹھکانے کا پتا چل گیا۔

لیکن اُسے حیرت ضرور ہوئی کیونکہ وہ ایک یورپین گھرانے کے ساتھ مقیم تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ اس حد تک پہنچنے کے لیے کیا طریقہ استعمال کرے۔ جیمسن ساتھ تھا۔ اُس نے کہا۔ "اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟... یور ہائی نس! گوہن کی کوٹھی سے ذرا فاصلے پر ٹھہر جائیے گا۔ پھاٹک پر کھڑے ہو کر آپ مینڈولین بجائیے گا، میں حلق پھاڑوں گا۔ ظاہر ہے کہ وہ لوگ ہپیوں سے دلچسپی رکھتے ہیں ورنہ مراد وہاں کیوں ہوتا۔"

"بعض اوقات تمہاری عقل کا بھی لوہا ماننا پڑتا ہے۔" ظفر مسکرا کر بولا۔

وہ اس عمارت کے پھاٹک پر جا پہنچے اور جیمسن غیرملکی انداز میں میر تقی میر کے ایک خوب صورت شعر کو توڑنے مروڑنے لگا۔

"اُلٹی ہو گئیں سب تد... تد تد تد... بیریں... کچھ... کچھ نک... کچھ نہ دوا نے کا... نے کا... نے کام کیا... دیکھا... بھئی دیکھا... اس بیما... اس بیما... بیما... بیماری دل... نے آ... نے آ... خر کام... تمام... کی یا... کی یا...!"

وہ حلق پھاڑ کر چیختا رہا اور ظفر جھوم جھوم کر مینڈولین بجاتا رہا۔

تدبیر کارگر ہوئی تھی۔ وہ سب ہپی مراد سمیت عمارت سے برآمد ہو کر پھاٹک پر جمع ہو گئے تھے۔ عورتیں بھی تھیں اور مراد بھی۔

ہپی مراد انہیں کینہ توز نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ دفعتاً اُس نے بڑھ کر جیمسن کا گریبان پکڑ کر چیخا۔ "خاموش رہو!"

جیمسن خاموش ہو گیا اور ظفر کے ہاتھ بھی رک گئے۔

"گانے دو... گانے دو!" دوسروں نے بیک زبان کہا۔

"میں گانے کو منع نہیں کرتا... لیکن یہ ہمارے بہت بڑے شاعر کو تباہ کر رہا ہے۔" ہپی مراد بولا۔

"میں عالمی برادری کا قائل ہوں۔" جیمسن نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔ "اگر کہو تو ابھی ورڈز ورتھ اور بائرن کی قوالی کر کے رکھ دوں۔ آخر میر صاحب کب تک طبلے... اور سارنگی پر چلتے رہیں گے؟"

"آہا... آہا... شاید میں تم دونوں کو پہچانتا ہوں!" دفعتاً ہپی مراد خوش ہو کر بولا۔ "تم نے میری جان بچائی تھی۔ آؤ... آؤ... اندر چلو... میں جسے بھی چاہوں اس چھت کے نیچے پناہ دے سکتا ہوں... یہ سب انسانیت کے پرستار ہیں۔"

پھر اُس نے اپنے میزبانوں کو بتایا کہ وہ دونوں اُس کے ہمدرد ہیں۔ اس طرح ظفر اور جیمسن عمارت میں داخل ہو سکے تھے۔

وہ سب بڑے زندہ دل لوگ تھے۔ صاحب خانہ کا نام رچرڈسن تھا۔ ملکی اور غیرملکی مشترکہ سرمایہ سے کام کرنے والی ایک فرم کا ڈائرکٹر تھا۔

اس وقت یہاں کچھ مہمان بھی تھے۔ ہپی مراد نے اُن کا تعارف بھی کرایا۔ اُن میں ڈاکٹر انگھم کی شخصیت سب سے نمایاں تھی۔ مضبوط جسم کا ایک قد آور آدمی تھا۔ عمر پچاس کے قریب رہی ہوگی، لیکن آنکھوں سے نوجوانوں کی سی توانائی جھلکتی تھی... سرخ رنگ کی فرنچ کٹ داڑھی میں خاصا وجیہہ لگ رہا تھا۔

اُس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی، جس کا نام کورنیلیا تھا۔ اُسے وہ نیلی کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ بڑی دل کش لڑکی تھی۔ سفید فام ہی تھی... لیکن اُس کے بال گہرے سیاہ تھے۔ اگر آنکھیں بھی سیاہ ہوتیں تو وہ مشرق ہی کے کسی حصے کی باشندہ معلوم ہوتی۔

نہ جانے کیوں ظفر محسوس کر رہا تھا، جیسے اُس نے اُسے پہلے بھی کہیں دیکھا ہو۔

ظفر اور جیمسن کو رات کے کھانے کی دعوت دی گئی تھی اور کھانے کے بعد وہ تمباکو نوشی کے کمرے میں آ بیٹھے یہاں کافی سرو کی گئی۔

پھر ان دونوں سے گانے کی فرمائش ہوئی۔ جیمسن نے اس بار ایک اسٹار لائٹ سیرے نیڈ شروع کیا۔ ظفر مینڈولین بجا رہا تھا۔

صاحب خانہ رچرڈسن کھڑکی کے قریب کھڑا ہو کر پائپ [illegible] کورنیلیا کرسی کے ہتھے پر انگلیوں سے تال دے رہی تھی۔ ڈاکٹر انگھم ایڑیاں بجا رہا تھا اور ہپی مراد پر وجد کی سی کیفیت طاری تھی۔

اچانک انہوں نے رچرڈسن کی چیخ سنی اور اُٹھ کھڑے [illegible] رنگ کے ایک بڑے سے ہاتھ نے رچرڈسن [illegible] دبوچ رکھی تھی۔

ظفر مینڈولین پھینک کر اس کی طرف جھپٹا لیکن اتنی [illegible] کے پیچھے غائب ہو چکا تھا اور رچرڈسن [illegible] گرتے دیکھا۔

[illegible] کھڑکی سے باہر چھلانگ لگائی... [illegible] روشنی ہی روشنی تھی لیکن کہیں [illegible] انگھم اور ہپی مراد [illegible] اُس کے [illegible]

پھر انہوں نے عورتوں کی چیخیں سنیں اور دوبارہ عمارت کی طرف بھاگے۔

رچرڈسن مر چکا تھا اور اُس کے خاندان والے بدحواس ہو کر چیخ رہے تھے۔

آدھے گھنٹے کے اندر اندر پولیس آ گئی۔ ظفر اور جیمسن ایک بار پھر دشواری میں پڑ گئے کیونکہ وہ اُن لوگوں کے لیے اجنبی تھے اور اُن کی شناخت مشتبہ تھی۔ ویسے سب نے نیلے رنگ کے بڑے سے ہاتھ کی کہانی سنائی تھی۔

"وہ کسی آدمی کا ہاتھ تو نہیں ہو سکتا۔" ڈاکٹر انگھم نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

جیمسن اور ظفر پر سوالات کی بوچھار ہوتی رہی۔ دفعتاً ہپی مراد بولا۔ "میں اس خاندان کے لیے اجنبی نہیں ہوں اور یہ دونوں میرے لیے اجنبی نہیں۔ ہم اپنی دنیا میں مگن رہنے والے لوگ ہیں، ہمیں سازشوں یا کشت و خون سے کیا سروکار؟"

"... اور ہماری بیک گراؤنڈ مضبوط ہے۔" جیمسن نے [illegible] کہا۔ "کیا آپ نے نواب ظفرالملک کا نام نہیں سنا...؟"

"کیوں نہیں سنا... [illegible]...؟"

"یہ نواب زادہ ظفرالملک ہیں... اُن کے بھتیجے...!"

"کیا ثبوت ہے؟"

"فون کر کے معلوم کر لیجیے... کہ بھتیجے صاحب ہپی ہو گئے ہیں یا نہیں۔"

"جیمسن!... بکواس بند کرو!" ظفر بولا۔ "بزرگوں کا حوالہ نہ دو۔ مجھ پر جو گزرے گی بھگت لوں گا۔"

ویسے ہپی مراد کو اُن کا طرف دار دیکھ کر ڈاکٹر انگھم بھی اس بات پر زور دینے لگا تھا کہ وہ اجنبی ہی سہی لیکن کسی قسم کی سازش میں ملوث نہیں ہو سکتے۔

⁂

صبح بڑی خوش گوار تھی۔ روشی اور عمران بندروں کے کٹہرے کے قریب چہل قدمی کر رہے تھے۔

"میں نے اتنا بڑا کٹہرا پہلے بھی دیکھا ہے۔" عمران بچوں کے سے انداز میں خوش ہو کر بولا۔ "سات آٹھ سو بندروں سے کم نہ ہوں گے۔ ذرا دیکھنا آج بھی کوئی لاش دکھائی دیتی ہے یا نہیں۔"

انہوں نے کٹہرے کے گرد چکر لگایا۔ یہ بھی بندر اُچھلتے کودتے نظر آئے۔

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں اس لیے یہاں لائی ہوں کہ تم بندروں کی موت کا سبب معلوم کرو؟" روشنی کچھ دیر بعد بولی۔

"اچھا تو پھر...؟"

"کسی طرح یہ معلوم کرو کہ آخر وہ خوف زدہ کیوں ہے؟ ... یہ درست ہے کہ مرنے والا فوجی آتاشی یہاں بھی آتا تھا۔ وہ اُس کی موت پر مغموم ہو سکتی ہے، خوف زدہ ہو جانا کیا معنی رکھتا ہے؟"

"تم نے دیکھا ہے کہ وہ اُس کے ذکر پر فوراً موضوع بدل دیتی ہے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "پچھلی رات میں نے اُس سے کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔"

"سنو! میں یہاں صرف اس لیے آیا ہوں کہ ریناولیمز کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر سکوں۔"

"آخر اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"وہ بھی غائب ہے۔"

"نہیں...!"

"تمہیں اس پر حیرت کیوں ہوئی؟"

"دونوں ایک جان دو قالب کہلاتے تھے۔"

"تب تو تمہیں اس پر حیرت نہ ہونی چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس نے بھی مارے غم کے کہیں چھپ چھپا کر خودکشی کر لی ہو۔ خیر... ہاں تو تم نے اس سے کس قسم کی معلومات حاصل کی ہیں؟"

"اُدھر ایک ایگریکلچرسٹ ڈاکٹر انگھم رہتا ہے۔" روشنی بائیں جانب ہاتھ اُٹھا کر بولی۔ "اس کا بہت بڑا زراعتی فارم ہے... فوجی آتاشی جب بھی ادھر آتا تھا، ڈاکٹر انگھم اس طرح اُس کی نگرانی کرتا۔ تا تھا، جیسے اُسے اس کی طرف سے کسی قسم کا کوئی خدشہ ہو۔"

"ہاں... آں... ہو سکتا ہے... سوال تو یہ ہے کہ مسز گوہن کیوں خوف زدہ ہے؟"

دفعتاً اُنہوں نے دیکھا کہ مسز گوہن اُن کی طرف دوڑی آ رہی ہے۔

"سرپٹ...!" عمران منمناتا ہوا بڑبڑایا۔

"روشی... روشی...!" وہ قریب آ کر ہانپتی ہوئی بولی... "بہت بڑا حادثہ ہو گیا۔ اب... رچرڈسن بھی...!"

"اُسے کیا ہوا؟"

"ابھی ابھی... فون پر اطلاع ملی ہے... پچھلی رات ایک حیرت انگیز ہاتھ نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔"

"حیرت انگیز ہاتھ نے...!" عمران نے احمقانہ انداز میں دیدے نچائے۔

"ہاں... ایک بڑا سا نیلے رنگ کا ہاتھ... جسے انسانی ہاتھ باور نہیں کیا جا سکتا۔"

"کس سے اطلاع ملی ہے؟" روشنی نے پوچھا۔

"مسز رچرڈسن سے... مجھے اُس کے پاس پہنچنا چاہیے!"

"مجھے بھی... بڑے اچھے لوگ ہیں۔" روشنی مغموم لہجے میں بولی تھی۔

"کیا میں یہیں قیام کروں؟" عمران نے ایسے لہجے میں روشنی سے پوچھا، جیسے وہ اُن کا ساتھ نہ دینا چاہتا ہو۔

روشنی نے مسز گوہن کی طرف دیکھا۔

"کوئی مضائقہ نہیں۔" وہ جلدی سے بولی۔ "ہم شام تک واپس آ جائیں گے۔ انہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔"

ناشتے کے بعد وہ دونوں شہر روانہ ہو گئی تھیں... اور عمران وہیں رہ گیا تھا۔ اس نے اپنے مخصوص انداز میں... ملازموں سے پوچھ گچھ شروع کی... گویا اسی قسم کے کسی موقع کا منتظر تھا۔ روشنی نے شہر روانہ ہونے سے قبل اس بات پر حیرت ظاہر کی تھی کہ عمران نے کسی غیر معمولی نیلے رنگ کے ہاتھ کا ذکر سن کر بھی اُن کے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر نہیں کی۔

اس پر عمران بولا تھا "گلا گھونٹا جا چکا... لاش یا تو تدفین کے لیے تیار ہو گی یا پوسٹ مارٹم کی میز پر... اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ ہاتھ نیلا رہا ہو یا پیلا۔"

دیسی ملازمین اُس کی دلچسپ باتوں اور حرکتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے اور وہ خود اُن کے ذہنوں کو کریدتا رہا۔ گفتگو فوجی آتاشی اور اُس کی سیکرٹری ریناولیمز سے متعلق تھی۔

"وہ لڑکی بڑی کائیاں تھی جناب!" ایک ملازم نے اطلاع دی۔ "میں جانتا ہوں کہ وہ چھپ چھپ کر ڈاکٹر انگھم سے بھی ملتی تھی۔"

"چھپ چھپ کر...!" عمران نے یقین نہ کرنے کے سے

انداز میں کہا۔ "ارے اُسے کیا کسی کا ڈر پڑا تھا کہ چھپ کر ملتی؟"

"کرنل صاحب کا ڈر تھا جناب!... وہ ڈاکٹر انگھم کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی آپس میں دشمنی بھی تھی۔"

"ارے نہیں! ایسا ہی کیا... یہ لوگ پیار کی باتیں بھی کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے، جیسے کٹکھنے کتوں کی طرح بھونک رہے ہوں۔" عمران نے ہنس کر کہا۔

"یہ بات نہیں صاحب!... کرنل صاحب ڈاکٹر کو پسند نہیں کرتے تھے۔"

"ڈاکٹر انگھم یہاں آتا ہے؟"

"کبھی کبھی... لیکن ہماری میم صاحب اُس سے تعلقات رکھنا پسند نہیں کرتیں! مجبوراً برداشت کرتی ہیں۔"

"کیا وہ بہت بڑا بدمعاش ہے؟"

"عورتوں کے معاملے میں تو بدمعاش ہی لگتا ہے سالا... ہر مہینے سیکرٹری بدل دیتا ہے... چار روز سے ایک نئی دکھی جا رہی ہے۔"

"یار مجھے بھی دکھاؤ کیسی ہے؟"

"کیا آپ ڈاکٹر انگھم کو نہیں جانتے؟"

"نہیں! میں تو پہلی بار یہاں آیا ہوں۔"

"بہت مغرور بھی ہے۔ شاید آپ سے ملنا پسند نہ کرے۔"

"اچھا یہ رچرڈسن صاحب کون تھے؟ جن کے مرنے کو تمہاری میم صاحب گئی ہیں۔"

"بہت اچھے آدمی تھے صاحب! کرنل صاحب کے خاص دوستوں میں سے تھے۔ اور ہماری میم صاحب سے بھی دوستی تھی۔ وہ شاید کسی سے بھی نفرت نہیں کرتے تھے۔ تبھی تو انگھم سے بھی اُن کے تعلقات اچھے ہی تھے... حد ہے کہ یہ جو قلندر سے [illegible] جیسے گھومتے پھرتے ہیں۔ انہیں بھی اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ ایک ہیں پچی مراد صاحب... وہ رچرڈسن صاحب کے ساتھ یہاں آیا کرتے تھے۔"

تھوڑی دیر بعد عمران نے ائرگن اُٹھائی اور باہر نکل کھڑا ہوا۔ انگھم کے فارم تک پہنچنے کے لیے کم از کم چار پانچ فرلانگ کا فاصلہ طے کرنا پڑا تھا۔

پھاٹک کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک بی سی کار گرد اڑاتی ہوئی مخالف سمت سے آئی اور پھاٹک کے اندر مڑ گئی۔

"اوہو...!" عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا کیونکہ پچھلی سیٹ پر جیمسن... ظفر اور پچی مراد نظر آئے تھے اور اگلی سیٹ پر ایک لحیم شحیم سفید فام مرد کے ساتھ اسی کی نسل سے تعلق رکھنے والی ایک لڑکی بھی تھی۔

مسز گوہن کے ملازموں کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق وہ ڈاکٹر انگھم ہی ہو سکتا تھا۔

عمران نے کمپاؤنڈ میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر دیا اور عمارت سے پرے پرے کھیتوں کی طرف جا نکلا۔ عمارت یہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔

تازہ بوئے ہوئے کھیتوں میں فاختائیں چگ رہی تھیں... عمران نے انہیں ائرگن کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ ایک ہی ہاتھ آئی تھی کہ فارم کے رکھوالے دوڑ پڑے۔

"اے... اے...!" ایک نے عمران کو للکارا۔ "تم یہاں کس کی اجازت سے شکار کھیل رہے ہو؟"

"اجازت...!" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "ائرگن کے شکار کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

"تمہارے باپ کی زمین ہے؟" دوسرے نے کڑک کر سوال کیا تھا۔

"پتا نہیں! پوچھ کر بتاؤں گا... فی الحال راستہ چھوڑو۔ وہ اگلے کھیت میں گری ہو گی۔"

"پکڑ کر صاحب کے پاس لے چلو!" ایک نے کہا... اور عمران کے دونوں بازو مضبوطی سے پکڑ لیے گئے۔

"ارے... مارے... واہ بھئی!" وہ طاقت صرف کیے بغیر اُن کی گرفت سے نکل جانے کے لیے چلاتا رہا۔

وہ اُسے کشاں کشاں عمارت کی طرف لیے جا رہے تھے... اور پھر ڈاکٹر انگھم سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

رکھوالوں نے اُسے بتایا کہ شکاری زبردستی پر آمادہ تھا۔

"تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟" انگھم عمران کو گھورتا ہوا غرایا۔

"شیر نہیں فاختہ مار رہا تھا۔ اس میں جرأت کی کیا ضرورت؟"

"بغیر اجازت تم نے میری زمینوں پر قدم کیسے رکھا؟"

"فاختائیں نہ دکھائی دیتیں تو ہرگز قدم نہ رکھتا۔"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا؟"

"کیا میں صورت سے پاگل معلوم ہوتا ہوں؟"

"احمق معلوم ہوتے ہو۔"

"یہ اور بات ہے۔ احمق پاگل نہیں ہوا کرتے۔ پاگل پن

تو مجھ دار دں کا مقدر ہے۔"

"معافی مانگو اور آئندہ ادھر کا رخ نہ کرو!"

"معافی مانگ لینے کے باوجود بھی آؤں گا۔ اتنی فاختائیں تو میں نے ان اطراف میں کہیں بھی نہیں دیکھیں۔"

اتنے میں لڑکی باہر نکل آئی۔ اس کے پیچھے ظفر مراد اور جیمسن بھی تھے۔

عمران کو دیکھ کر جیمسن جھپٹنا ہی تھا کہ ظفر نے اس کا ہاتھ دبا دیا۔ انگھم نے اُن کی طرف مڑ کر کہا۔ "میرا اتنا بے ہودہ آدمی ہے کہ معافی مانگنے کی بجائے سر پر چڑھا آ رہا ہے۔"

"تم جھوٹے ہو!" عمران نے اسی کے سے انداز میں کہا۔ "میں تو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا۔ سر چڑھنے کی کوشش کرتا تو تم فلیٹ ہو جاتے۔"

"شٹ اپ!"

"اتنے زور سے نہ چیخو! میرا دل بہت کمزور ہے۔" عمران نے کچھ اس طرح کہا کہ لڑکی بے ساختہ ہنس پڑی اور جیمسن کھکھنے انداز میں دانت نکال کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

ٹھیک اسی وقت مسز گوہن کا ایک ملازم سائیکل دوڑاتا ہوا وہاں آ پہنچا۔

اس نے ڈاکٹر انگھم کو ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے ہوئے عمران سے کہا۔ "آپ کا فون آیا ہے صاحب!"

"ویل تم اس کو جانتا؟" ڈاکٹر انگھم نے ملازم سے پوچھا۔

"جی صاحب! ہماری میم صاحب کے مہمان ہیں... روشی میم صاحب کے دوست...؟"

"اوہ... مجھے بے حد افسوس ہے!" وہ برآمدے سے نیچے اتر کر عمران سے ہاتھ ملاتا ہوا بولا۔ "میں تمہیں نہیں جانتا تھا!"

"کس کا فون ہے؟" عمران نے ملازم سے پوچھا۔

"روشی میم صاحب کا!"

"وہ دونوں اچانک اپنے کسی دوست کی موت کی خبر سن کر صبح شہر چلی گئی تھیں!" ڈاکٹر انگھم سے عمران نے کہا۔

"اچھا... اچھا... ہاں وہ ایک حیرت انگیز سانحہ تھا۔ میں بھی وہیں سے آ رہا ہوں۔ تو مس روشی نے وہیں سے فون کیا ہوگا۔ تم یہاں سے اسے رنگ کر لو!"

"کیا ہولڈ آن کر آئے ہو؟" عمران نے ملازم سے پوچھا۔

"نہیں صاحب! میم صاحب نے نمبر لکھوا دیے ہیں!"

"ٹھیک ہے تو میں یہیں سے رنگ کر لوں گا۔ تم جاؤ!"

ملازم چلا گیا۔ یہ وہی تھا جس سے عمران کی تفصیلی گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے انداز سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس نے اس تجویز کو پسند کیا ہو۔

عمران، ظفر کو اس دوران میں اشارہ کر چکا تھا کہ وہ دونوں اس کے لیے اجنبی بنے رہیں۔

"میں انگھم ہوں!" وہ دوبارہ عمران کی طرف ہاتھ... بڑھاتا ہوا بولا۔

"ڈاکٹر انگھم!"

"میں... میں... عمران...!"

جیمسن نے پھر منہ پھیر کر جارحانہ انداز میں دانت نکالے تھے۔

لڑکی عمران کو توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ چپی مراد کے رویے میں لاتعلقی تھی۔

وہ ڈرائنگ روم میں آئے۔ ڈاکٹر انگھم نے فون کی طرف اشارہ کر کے رچرڈسن کے نمبر بتائے۔

"ہیلو... از ڈیئر روشی... یس... یس... اٹ از عمران... ہاں... اوہ... کیا بات ہے؟... رات تک واپسی ہو سکے گی... اچھا... اچھا... میں یہاں ڈاکٹر چیونگم کے ساتھ ہوں۔"

"انگھم!" ڈاکٹر انگھم پشت پر [illegible] اور عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"انگھم... انگھم... اچھا... اچھا... بہت اچھا!"

ریسیور رکھ کر وہ اس طرح ہانپنے لگا تھا، جیسے اپنی آواز ہی کے ساتھ خود بھی شہر تک دوڑتا چلا گیا ہو۔

"کیوں کیا؟... کوئی دوسری بُری خبر ہے؟" ڈاکٹر انگھم نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"وہ دونوں رات گئے تک واپس آئیں گی اور مجھے اس عمارت میں اکیلے بہت ڈر لگے گا!"

"دیکھو کئی ملازمین ہیں!"

"سب اپنے اپنے کوارٹروں میں ہوں گے!"

"مرد ہو کر ڈرتے ہو؟"

"عورت ہوتا تو بالکل نہ ڈرتا... عورتوں کو کس بات کا ڈر ہو سکتا ہے؟"

"اچھا تمہیں کس بات کا ڈر ہے؟" لڑکی پہلی بار اس سے مخاطب ہوئی۔

"کوئی پیچھے سے آ کر ہاؤ کر دے تو...؟"

"اے تم ہمیں بے وقوف بنانے کی کوشش کیوں کر رہے ہو؟" انگھم نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"نہیں تو...!" عمران کے چہرے کا ہونق پن کچھ اور بڑھ گیا تھا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ روشی جیسی اسمارٹ عورت تم جیسے ڈفر کو کیسے برداشت کرتی ہے؟"

"آپ میری توہین کر رہے ہیں ڈاکٹر چیونگم!"

"انگھم...!" وہ غرایا۔

"وہی سہی... کیا فرق پڑتا ہے... میری توہین تو ہو چکی۔ میں ڈفر لگتا ہوں صورت سے؟" عمران نے لڑکی سے سوال کیا۔

"بالکل نہیں!" وہ ہنس کر بولی۔ "تم بہت اچھے ہو... آؤ میرے ساتھ!" وہ اس کا بازو پکڑ کر دوسرے کمرے میں کھینچ لائی۔

"بیٹھ جاؤ!" ایک کرسی کی طرف عمران کو دھکیل کر کہا۔ "بہت خوب صورت ہو... مگر ڈھیلے ڈھالے...!"

"اسمارٹ ہونے کا فائدہ ہی کیا!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیوں...؟ فائدہ کیوں نہیں؟"

"کوئی لڑکی پسند کرے گی... پھر شادی کرنی پڑے گی اور میں بالکل الو ہو کر رہ جاؤں گا!"

"کیا اب نہیں ہو؟"

"پھر تو ہوں...!" عمران دونوں ہاتھوں سے سر پیٹ [illegible]

[illegible] انگھم کمرے میں گھس آیا اور خاصے جارحانہ لہجے [illegible] بولا۔ "تم اسے یہاں کیوں لے آئی ہو؟"

[illegible] کی تعریف کر رہی تھیں!" عمران نے شرما [illegible]

[illegible] جاؤ یہاں سے! ورنہ سر توڑ دوں گا!" ڈاکٹر انگھم [illegible] کی طرف جھپٹا اور عمران اس کی ٹانگوں کے [illegible] دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔ یہ اتنی پھرتی سے [illegible] انگھم لڑکھڑا گیا۔ البتہ لڑکی پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا۔ [illegible] جا رہا ہوں۔ میری ایئرگن کہاں گئی؟" عمران [illegible] جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

[illegible] بالکل معلوم ہوتا ہے!" انگھم نے لڑکی سے [illegible]

عمران ڈرائنگ روم میں آیا... اور ایئرگن اٹھاتے ہوئے چپی مراد کو آنکھ ماری۔

"کیا مطلب؟" چپی مراد ناخوش گوار لہجے میں بولا۔

"باہر چلو تو بتاؤں...!"

"چلو...!" چپی مراد اٹھ کھڑا ہوا۔

دونوں باہر آئے۔ عمران اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "تم یقین کرو یا نہ کرو... وہ لڑکی مجھ پر عاشق ہو گئی ہے!"

"تم مجھ سے یہ کیوں کہہ رہے ہو؟"

"انگھم کی کون ہے؟"

"میں نہیں جانتا... مجھے ان فضولیات سے کوئی دلچسپی نہیں! میں تو قوم کو جگانا چاہتا ہوں!"

"قوم کے تکیے کے نیچے ٹائم بم رکھ دو!"

"تم آخر ہو کیا چیز؟"

"ناچیز... آؤ چلو میرے ساتھ اگر ان فضولیات سے کوئی دلچسپی نہیں!"

"میں یہاں ایک خاص مشن پر آیا ہوں!"

"اچھا تو فی الحال برآمدے سے نیچے اتر چلو... کیونکہ ڈاکٹر چیونگم نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے!"

"صاحب خانہ کی توہین کرو گے تو یہی ہوگا... ویسے تم مجھے فسادی آدمی معلوم ہوتے ہو!"

"وہ دونوں تمہارے ساتھی؟" عمران نے ظفر اور جیمسن کے متعلق پوچھا۔

"نہیں... میرا خیال ہے کہ وہ دونوں سازشی ہیں۔ کیا مسز گوہن نے تمہیں اپنے دوست کی موت کے بارے میں کچھ بتایا ہے جس کی ماتم پرسی کو وہ شہر گئی ہیں؟"

"ہاں کہہ رہی تھیں کوئی بڑا سا نیلا ہاتھ اس کا گلا گھونٹ گیا تھا!"

"بالکل ٹھیک... میں وہاں موجود تھا اور تھوڑی ہی دیر پہلے یہ دونوں رچرڈسن کے پھاٹک پر کھڑے گا بجا رہے تھے، انہیں اندر بلوایا گیا تھا!"

"یونہی... خواہ مخواہ...؟"

"ہاں... یہ سب بڑے زندہ دل لوگ ہیں!" چپی نے کہا اور رچرڈسن والے حادثے کی تفصیل بتانے لگا... اور پھر یہ بھی بتایا کہ ظفر اور جیمسن سے اس کی ملاقات اس سے پہلے کہاں ہوئی تھی۔

"آہا... تم بچی مراد تو نہیں ہو؟"

"ہاں میں ہی ہوں... !"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے۔ میں نے تمہاری بہت شہرت سنی ہے اور یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم نے قوم کی خدمت کا جو پروگرام بنایا ہے اس کی نوعیت کیا ہو گی؟"

"سنو! اس مسئلے پر ہم پھر کبھی گفتگو کریں گے۔ میں اس وقت تمہارے ساتھ کہیں بھی چل کر تمہیں اپنا پروگرام سمجھا دیتا لیکن... میں نہیں چاہتا کہ میری عدم موجودگی میں اُن... دونوں پر کچھ زیادہ ہی تشدد ہو جائے۔"

"کیا مطلب؟"

"انگھم اُن دونوں کو پولیس سے تو بچا لایا ہے لیکن اپنے طور پر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ وہ تو اس سازش میں شریک نہیں تھے؟"

"یار سنو!... یہ دونوں تمہارے ہم قوم ہیں۔" عمران نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں... اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دونوں سچ مچ میری ہی تلاش میں وہاں آئے ہوں۔"

دفعتاً... انگھم کی دہاڑ سنائی دی۔ "ارے تم ابھی یہیں موجود ہو؟"

اور عمران بے تحاشا پھاٹک کی طرف دوڑ پڑا... دوڑتا چلا گیا... انداز ایسا ہی تھا، جیسے ڈر کر بھاگا ہو۔

پھاٹک پر رک کر ایک بار مڑا تھا اور پھر دوڑنے لگا تھا۔ وہ بھی برآمدے میں نکل آئے تھے۔

*

شام کے چھ بجے تھے عمران مسز گومن کے مکان کے... برآمدے میں آرام کرسی پر نیم دراز دھیرے دھیرے چیونگم کچل رہا تھا... اچانک اُسے بچی مراد دکھائی دیا جو اسی طرف آ رہا تھا۔

عمران آرام کرسی سے اُٹھ کر اس طرح آگے بڑھا، جیسے اُس کا استقبال کرنا چاہتا ہو۔

"میں دوڑتا ہوا آیا ہوں۔" بچی مراد بولا... وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"وہی ہوا... جس کا خدشہ تھا۔ شام کی چائے میں انہیں کوئی نشہ آور چیز... دی گئی... جب وہ بے ہوش ہو گئے تو انہیں ایک درخت سے اُلٹا لٹکا دیا گیا ہے۔"

"کیا وہ ہوش میں آ گئے ہیں؟"

"نہیں ہوش میں آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے۔" بچی مراد دردناک لہجے میں بولا۔

"کچھ سوچو... پتا نہیں اُن کے ساتھ کیا برتاؤ ہو؟"

"چلو... دیکھیں... !"

"یوں چلنا خطرے سے خالی نہ ہو گا... چھپ کر چلیں گے۔"

"ل... لیکن... مم... میں... !" عمران ہکلایا۔

"مرد بنو... اتنے ڈرپوک کیوں ہو؟" بچی مراد جھنجلا گیا۔

"تو چلو... چھپ کر چلیں!"

بچی مراد اُسے عمارت کی پشت پر لے گیا۔ یہاں سے سرکنڈوں کی جھاڑیوں کا ایک گھنا سلسلہ دُور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ وہ اُسی کی اوٹ میں انگھم کے زراعتی فارم کی طرف بڑھتے رہے۔ اُن کی رفتار خاصی تیز تھی اس لیے اُس جگہ تک پہنچنے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوا تھا۔

ظفر اور جیمسن سچ مچ ایک درخت سے اُلٹے لٹکے نظر آئے... لیکن آس پاس کوئی اور موجود نہیں تھا۔

اور وہ دونوں بے ہوش نہیں تھے۔ ظفر سے جیمسن کہہ رہا تھا۔ "یور ہائی نس!... ایسی عیاشی کبھی خواب میں بھی نصیب نہ ہوئی ہو گی۔"

"کیا ہم خواب نہیں دیکھ رہے؟"

"آپ خواب ہی دیکھ رہے ہوں گے... لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اُلٹا لٹکا ہوا ہوں۔"

"اس دعوے کی دلیل... ؟"

"آسمان نہیں دکھائی دیتا۔"

"تب تو ٹھیک ہی ہو گا۔"

"کیا ٹھیک ہو گا؟" جیمسن کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"خاموش!... لڑکی اِدھر آ رہی ہے۔"

عمران نے بھی اُسے دیکھ لیا تھا۔ وہ خراماں خراماں اس درخت کی طرف چلی آ رہی تھی۔

یہ دونوں ایسی جگہ چھپے ہوئے تھے، جہاں سے دیکھ لیے جانے کا امکان نہیں تھا۔

"شام بڑی خوش گوار ہے۔" ظفر نے لڑکی کو مخاطب کیا۔ لڑکی کچھ نہ بولی۔ انہیں بغور دیکھتی رہی۔

ظفر نے کہا۔ "مہمان نوازی کا بہت بہت شکریہ! ہم اپنے گھر پر بھی اسی طرح آرام کرتے ہیں۔"

"ہوں... تو تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا گیا ہے؟" لڑکی تلخ لہجے میں بولی۔

"صرف میں جانتا ہوں۔" جیمسن بول پڑا۔

"کیا جانتے ہو؟"

"تاکہ تمہیں اُوپر سے بھی دیکھ سکیں۔"

دفعتاً ڈاکٹر انگھم کی چنگھاڑ سنائی دی۔ "تم وہاں کیا کر رہی ہو؟"

لڑکی اُچھل پڑی اور مڑ کر عمارت کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی لیکن اس نے وہ راستہ اختیار نہیں کیا تھا، جدھر سے ڈاکٹر نمودار ہوا تھا۔

"ہوش آ گیا تم دونوں کو؟" اس نے قریب پہنچ کر طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"تم دیکھ ہی رہے ہو۔" ظفر بے پروائی سے بولا۔

"اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ نیلی سے ماضی میں تمہارا کیا تعلق رہا ہے؟"

"نیلی سے تعلق... ؟" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں... کیا تم اسی کے لیے رچرڈسن کے گھر نہیں پہنچے تھے؟"

"شاید تم نشے میں ہو۔ کل رات سے پہلے میں نے اُسے کبھی نہیں دیکھا۔"

"تم جھوٹے ہو... تم دونوں جس طرح ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہو... اس میں شناسائی کا انداز پایا جاتا ہے۔"

"تم بہت زیادہ وہمی معلوم ہوتے ہو ڈاکٹر... !" ظفر [illegible] بولا۔

"جب تک تم اعتراف نہیں کرو گے، اسی طرح لٹکے رہو گے۔" ڈاکٹر نے کہا اور عمارت کی طرف مڑ گیا۔

"[illegible] دوسرا ہی چکر معلوم ہوتا ہے۔" بچی مراد بڑبڑایا۔

عمران چپ چاپ انگھم کو جاتے دیکھتا رہا۔

اب اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو؟" بچی عمران کے شانے پر ہاتھ [illegible]

"[illegible]... کیا نام لیا تھا اس نے نیلی... بڑی حرافہ معلوم [illegible] وہ تو [illegible] حسن کی تعریف کرتی رہی تھی...

[illegible]

[illegible] انہیں کیسے بچایا جائے؟"

"لٹکے رہنے دو!" عمران نے بے پروائی سے کہا۔ "میں تمہاری طرح قوم کا درد نہیں رکھتا۔"

"تم عجیب آدمی ہو!"

"مجھے درخت پر چڑھنا نہیں آتا۔" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"میں چڑھوں گا درخت پر... تم نیچے کھڑے رہنا... اس کا دھیان رکھنا کہ کہیں وہ سر کے بل نیچے نہ گر پڑیں۔"

"میں بتاؤں؟" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "انہیں اُتار کر تم مجھے لٹکا دینا۔"

"کیا بات ہوئی؟"

"وہی کرو... جو میں کہہ رہا ہوں... ورنہ تم... بڑی مصیبت میں پھنسو گے۔ ڈاکٹر کا کوئی ملازم اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اُن لوگوں کا خیال تمہاری ہی طرف جائے گا۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو... لیکن پھر تمہارا کیا ہو گا؟"

"میری فکر نہ کرو... لوگ بے وقوف سمجھ کر معاف کر دیتے ہیں۔"

پھر یہ کام بڑی پھرتی سے ہوا تھا۔ عمران اُن دونوں کو جھاڑیوں کے پیچھے لے جا کر بولا تھا۔

"یہ لیجیے... میری گاڑی کی کنجی... بس یہاں سے سیدھے چلے جائیے گا۔ آگے ایک عمارت ہے۔ اُس کی کمپاؤنڈ میں کھڑی ملے گی۔ اب نہ دکھائی دیجیے گا ان اطراف میں۔"

وہ دونوں خاموشی سے رُخصت ہو گئے تھے۔

◆

اس بار نیلی اور ڈاکٹر انگھم ساتھ آئے تھے۔ عمران نے پیروں کی چاپ سُن کر ڈرے ڈرے سے انداز میں چیخیں... مارنی شروع کر دی تھیں لیکن شاید وہ دونوں اندھیرے میں یہ نہیں دیکھ سکے تھے کہ اب صرف ایک ہی آدمی درخت سے اُلٹا لٹکا ہوا ہے۔

اچانک اُس پر ٹارچ کی روشنی پڑی اور وہ زور سے چیخا۔ "ارے باپ رے!"

"ہائیں... !" یہ ڈاکٹر انگھم کی آواز تھی۔ "تم کہاں؟"

"خدا کے لیے مجھے بچاؤ۔" عمران گھگھیایا۔

"وہ دونوں کہاں ہیں؟" انگھم دہاڑا۔

"اس مصیبت سے نجات دلاؤ تو بتاؤں۔"

"نہیں... !" یہ لڑکی کی آواز تھی۔ "پہلے تم بتاؤ!"

"میری گردن ٹوٹی جا رہی ہے... اُتارو... مجھے... مم... میں مر رہا ہوں۔" عمران نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا۔

کچھ دیر بعد النگھم کے ملازم اُسے درخت سے نیچے اُتار رہے تھے۔

زمین پر قدم رکھتے ہی وہ لڑکھڑایا اور ڈھیر ہو گیا... النگھم اُسے اُٹھوا کر عمارت میں لایا۔

عمران نے اپنی بے ہوشی برقرار رکھی اور اُن دونوں کی گفتگو سنتا رہا۔ لڑکی کہہ رہی تھی "یہ بہت بُرا ہوا۔ یہ کم بخت نہ جانے کون ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے؟"

"ہوش میں آنے دو، سب معلوم ہو جائے گا۔" النگھم بولا۔ عمران نے اُس کے لہجے میں فکرمندی محسوس کی تھی۔

پھر دیر بعد وہ بوکھلا کر نہ صرف اُٹھ بیٹھا، بلکہ وہاں سے نکل بھاگنے کی کوشش بھی کر ڈالی۔ النگھم نے جھپٹ کر اُسے پکڑ لیا۔

"مم... مرا... بچاؤ... بچاؤ..." عمران چیخنے لگا۔

"اے اب ہوش میں آ جاؤ، ورنہ جان سے مار دوں گا۔"

"کیوں... کیوں...؟" عمران بوقتوں کی طرح اُس کی شکل دیکھنے لگا۔

"وہ دونوں چور کہاں گئے؟" النگھم اُسے جھنجھوڑ کر دہاڑا۔

"چ... چور...؟"

"ہاں چور... مہمان بن کر آئے تھے اور میرا پرس لے بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے سزا کے طور پر انہیں اُلٹا لٹکا دیا تھا۔" النگھم غرّایا۔

"صرف چور ہی نہیں بلکہ وہ ڈاکو اور قاتل تھے۔" عمران خوف زدہ سی آواز میں بولا۔

"مگر تم کیوں لٹکے ہوئے تھے، اُن کی جگہ؟" لڑکی نے نرمی سے پوچھا۔

"پپ... پانی... ایک گلاس پانی... میرا دم گھٹا جا رہا ہے۔" عمران ہکلا کر بولا۔

پانی منگوایا گیا۔ عمران اب بھی بالکل اسی طرح چاروں طرف دیکھے جا رہا تھا، جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

پانی پی کر وہ یک لخت بولنے لگا "میری شامت ہی آئی تھی کہ شام کو ٹہلتا ہوا اِدھر آ نکلا تھا۔ اُن دونوں کو... درخت سے لٹکا دیکھ کر قریب سے اُن کی خیریت معلوم کرنے کی تُو جی۔ وہ میری خوشامد کرنے لگے کہ انہیں اس مصیبت سے نجات دلاؤں۔ میں نے پوچھا کہ مصیبت آئی کیوں؟ تو بولے یہ ڈاکٹر النگھم پاگل معلوم ہوتا ہے۔ یونہی خواہ مخواہ اپنے نوکروں کو حکم دے دیا کہ ہمیں باندھ کر لٹکا دیں۔ مجھے اُن پر ترس آیا... اور میں درخت پر چڑھ گیا۔ رسّی ڈھیلی کر کے انہیں زمین پر پہنچایا اور جب درخت سے اُترا تو دونوں مجھ پر ٹوٹ پڑے اور میرا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ بس اتنا ہی یاد ہے۔ دوبارہ ہوش آیا تو خود میں اُلٹا لٹکا ہوا تھا۔"

"تم اتنے گدھے کیوں ہو؟" النگھم غصّے سے بے قابو ہو کر دہاڑا تھا۔

"نہیں... نہیں..." لڑکی بولی "یہ بے چارہ رحم کے... قابل ہے۔"

"مجھ پر رحم کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا۔" عمران روہانسا ہو کر بولا۔

"چلے جاؤ... نکلو یہاں سے ورنہ سچ مچ مار ڈالوں گا۔"

"اندھیرے میں اکیلے تو نہ جا سکوں گا۔" عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"واقعی بہت ڈرپوک ہو۔" لڑکی ہنس پڑی۔

"اندھیرا نہ ہو تو بالکل نہیں ڈرتا۔"

"تم خواہ مخواہ اس کی طرف داری کر رہی ہو۔" النگھم نے لڑکی کو گھورا۔

"صورت ہی سے یتیم معلوم ہوتا ہے۔" لڑکی بولی۔

"دوبارہ یتیم ہو چکا ہوں۔"

"دوبارہ کیسے؟"

"یہ نہ بتاؤں گا... میرا ذاتی معاملہ ہے۔"

"میں کہتا ہوں تم خاموش کیوں نہیں رہتیں؟" النگھم نے پھر لڑکی کو ڈانٹا۔

"اے پال ہو ڈاکٹر!... جی جلے گا۔" لڑکی اُس کے لہجے کی پروا نہ کرتے ہوئے اِٹھلائی۔

"اوہ... میں یہ تو بھول ہی گیا تھا کہ یہ ایک اچھی پڑوسن کا مہمان ہے۔" النگھم چونک کر بولا "اگر تم چاہو تو رات یہاں گزار سکتے ہو۔ میں مسز جوہن کو فون کر دوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔" عمران کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو چھلک آئے۔

لڑکی اُس سے متاثر معلوم ہوتی تھی۔ اُس نے کہا "رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ۔"

"بہت بہت شکریہ!"

اس کے بعد عمران نے چُپ سادھ لی۔ النگھم وہاں سے چلا گیا تھا۔ لڑکی سامنے والے صوفے پر نیم دراز عمران کو ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھے جا رہی تھی۔ اتنے میں ہپی مراد اندر داخل ہوا۔

"تم کہاں تھے؟" لڑکی نے اُس سے پوچھا۔

"سکون کی تلاش میں دُور تک نکل گیا تھا۔"

"واپسی ہوئی یا نہیں؟" لڑکی نے ہنس کر سوال کیا۔

"اب واپسی ناممکن ہے۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور عمران کے قریب بیٹھ گیا۔

لڑکی اُسے بتانے لگی کہ کس طرح دونوں قیدی فرار ہو گئے تھے۔

"ڈاکٹر نے غلطی کی... انہیں پولیس کے حوالے کر دینا تھا۔" ہپی نے کہا۔

لڑکی کچھ نہ بولی۔ وہ پھر پہلے ہی کے سے انداز میں عمران کو دیکھنے لگی تھی۔ عمران بوکھلا کر کبھی چھت کی طرف دیکھنے لگتا۔

"اسے اس طرح نہ دیکھو۔" ہپی نے لڑکی سے کہا "یہ کبوتر کی طرح معصوم ہے۔"

"جنگلی بکروں کی طرح حلق نہ پھاڑو۔" لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا... اور اُٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

ہپی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ملازم نے آ کر کھانے کے کمرے میں چلنے کو کہا۔

کھانے کے بعد ڈاکٹر النگھم نے پائپ سلگایا اور عمران کو گھورتا ہوا بولا "تم تمباکو کیوں نہیں پیتے؟"

"والدین نے سکھایا ہی نہیں... میں بہت نالائق آدمی ہوں۔ تم مجھ میں ایسی بہت سی خامیاں پاؤ گے۔"

"کبھی آدمیوں میں نہیں رہے؟" لڑکی بول پڑی۔

"آج تک کوئی ملا ہی نہیں۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو، مجھے بھی آج تک کوئی نہیں ملا۔" ہپی بولا۔

"اچھا مجھے... پھر تو ملے ہی ہوں گے۔" لڑکی نے ہنس کر کہا۔

النگھم دروازے کے قریب کھڑا تھا۔ اچانک اُس کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ اُچھل کر دُور جا گرا۔ عمران نے دروازے میں ایک بڑا سا نیلے رنگ کا ہاتھ دیکھا تھا۔

وہ دروازے کی طرف جھپٹا۔ ہپی مراد ڈاکٹر النگھم کی طرف دوڑ پڑا تھا۔ لڑکی کھڑی چیخیں مار رہی تھی۔

"زندہ ہے... زندہ ہے۔" دفعتہً ہپی مراد چیخا۔

لڑکی اُس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ ڈاکٹر فرش پر چت پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

اُس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھت کو گھورے جا رہا تھا۔

"ڈاکٹر... ڈاکٹر..." لڑکی نے اُس پر جھکتے ہوئے آوازیں دینے لگی۔

ڈاکٹر نے ہاتھ اُٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

ہپی مراد اُسے اُٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

"ارے وہ کہاں گیا؟" لڑکی یک بیک چونک کر بولی۔

"اُس نے کچھ دیکھا تھا، اُسی کے پیچھے بھاگتا چلا گیا ہو گا۔" ہپی نے کہا۔

"کیا دیکھا تھا؟"

"نیلا ہاتھ... کیا تم نے نہیں دیکھا تھا؟"

"نہیں..." لڑکی دوبارہ خوف زدہ نظر آنے لگی۔

"ہاں وہی ہاتھ تھا۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔"

النگھم اُٹھ بیٹھا تھا۔ اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "اگر میں نے اُسے دیکھ نہ لیا ہوتا تو میرا بھی وہی حشر ہوتا۔"

وہ مزید کچھ کہنے والا تھا کہ باہر سے کسی گاڑی کے رُکنے کی آواز آئی اور وہ استفہامیہ انداز میں لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے بعد شاید پھر انجن اسٹارٹ ہوا تھا اور ایسا معلوم ہونے لگا تھا، جیسے وہ گاڑی سیدھی اسی کمرے میں گھسی چلی آ رہی ہو۔ ڈاکٹر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

اتنے میں دو ملازم عمران کو گھسیٹتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور موبائل انجن کی سی آواز دراصل عمران کے حلق سے نکل رہی تھی... پھر جیسے ہی ملازم کے بریکوں کی سی چرچراہٹ بھی اُس کے حلق سے نکلی۔

"کیا ہے؟" ڈاکٹر انہیں گھورتا ہوا غرّایا۔

"یہ جھاڑیوں میں گھسے ہوئے موٹر کی طرح گھر گھرا رہے

تھے" ایک نوکر بولا۔

اس اطلاع کے بعد عمران نے پھر وہی حرکت شروع کر دی... کبھی انجن کی آواز نکالتا اور کبھی ہارن کی۔ اس کے باوجود چہرے پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی۔

"شاید خوف کی وجہ سے اس کا دماغ الٹ گیا ہے...؟" ہپی مراد نے ڈاکٹر سے کہا اور عمران کو ملازموں کی گرفت سے رہائی دلا کر ایک طرف بٹھا دیا۔

وہ اسے پُر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے ڈاکٹر اپنی بپتا بھول گیا ہو۔

"اسے چپ کراؤ... ورنہ میں بھی پاگل ہو جاؤں گا" ڈاکٹر نے خوف زدہ سے لہجے میں ہپی مراد سے کہا۔

ٹھیک اسی وقت تیسرے ملازم نے کمرے میں داخل ہو کر کسی خاتون کی آمد کی اطلاع دی۔

"اسے سٹنگ روم میں بٹھاؤ!" ڈاکٹر بولا... لیکن قبل اس کے کہ ملازم واپسی کے لیے مڑتا روشی اندر گھس آئی عمران بدستور آٹو موبائل انجن بنا ہوا تھا۔

"یہ... یہ... کیا ہے؟" روشی نے ان سب کو گھورتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہوا تھا کہ یہاں میرے دوست کے ساتھ کوئی برا برتاؤ ہوا ہے!"

"خدا کے لیے اسے یہاں سے لے جاؤ" ڈاکٹر، عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا "ورنہ ہم سب پاگل ہو جائیں گے۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے؟... خاموش رہو!" روشی نے آگے بڑھ کر عمران کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"گھر... گھر... گھرپ... ہپ...!" عمران نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے لیکن بری طرح کانپے جا رہا تھا۔

"ڈاکٹر...!" روشی، النگھم کی طرف مڑ کر بولی "تم نے اچھا نہیں کیا!"

"میں نے کچھ بھی نہیں کیا... میں خود مرتے مرتے بچا ہوں!"

"پوری بات کیوں نہیں بتاتے؟"

"مجھ پر بھی اسی نیلے ہاتھ نے حملہ کیا تھا۔ یہ ڈر کر بھاگا... پھر میرے ملازموں نے اسے جھاڑیوں سے نکالا جہاں چھپا ہوا یہ ایسی ہی آوازیں نکال رہا تھا!"

"نیلا ہاتھ...!" روشی کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آئے۔

"کون نیلا ہاتھ؟" ہپی مراد بولا "تم براہ کرم اپنے ساتھی کو یہاں سے لے جاؤ۔ ہم سب بہت پریشان ہیں!"

"نیلا ہاتھ تو ہم سب کی پریشانی ہے!" روشی نے... خوف زدہ سی آواز میں کہا۔

"اس کی بات پر یقین نہ کرو" عمران، النگھم کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا "یہ مر چکا ہے۔ میں نے اسے مرتے دیکھا تھا!"

"اگر میں نے بے تحاشا الٹی چھلانگ نہ لگائی ہوتی تو... یقیناً اس وقت میرا جسم بے روح ہوتا!"

"ہم... مجھے لے چلو یہاں سے!" عمران، روشی کی طرف دیکھ کر گھگھیایا۔

"چلو اٹھو!"

"اندھیرے میں پیدل نہیں جاؤں گا!"

"گاڑی لائی ہوں!"

وہ دونوں تنہا باہر نکلے تھے کوئی انہیں رخصت کرنے کے لیے گاڑی تک نہیں آیا تھا۔

واپسی پر روشی نے پوچھا "کیا تم کسی درخت سے الٹے لٹکا دیے گئے تھے؟"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"مسز گوہن کے ایک ملازم نے بتایا تھا۔ اسی لیے تو دوڑی چلی آئی تھی!"

"آہ... تم مجھے الٹا لٹکا دیکھنا چاہتی تھیں... اس لڑکی کے لیے میں سب کچھ کر سکتا ہوں!"

"کس لڑکی کے لیے؟"

"النگھم کی سیکرٹری!"

"دماغ تو نہیں چل گیا؟"

"آج رات اسے پار کر لائیں تو کیسی رہے؟"

"بکواس مت کرو... نیلے ہاتھ کا کیا قصہ ہے؟"

"النگھم سنا چکا ہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔ ہاں تو وہ لڑکی...!"

"شٹ اپ!... میں تمہیں یہاں مسز گوہن کے لیے لائی ہوں!"

"ان سے کہو پہلے آئینے میں اپنی شکل دیکھیں... النگھم کی سیکرٹری سے زیادہ حسین نہیں ہیں!"

"اچھا اب کچھ نہ کہوں گی!" روشی جھنجھلا گئی۔

"مسز گوہن کے چہرے کی کھال ڈھیلی ہو چکی ہے"

"میں تمہارے جبڑے ڈھیلے کر دوں گی، ورنہ خاموش رہو!"

"اچھی بات ہے النگھم اور رچرڈسن کے کسی مشترکہ دشمن کا نام بتاؤ!"

"مسز گوہن ہی اس پر بھی روشنی ڈال سکے گی!"

"آہا... ہمارے پیچھے بھی کوئی گاڑی ہے... لیکن تم اسی رفتار سے چلتی رہو!"

"میرا خیال ہے کہ تم کسی خاص نتیجے پر پہنچ گئے ہو؟"

"اسی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ نیلی مسز گوہن سے زیادہ خوب صورت ہے!"

"شٹ اپ!"

مسز گوہن کے فارم میں پہنچ کر روشی نے گاڑی روک کر انجن بند کر دیا... پھر وہ گاڑی سے اتر ہی رہے تھے کہ دوسری گاڑی بھی وہیں آ رکی۔

"میں غلط فہمی رفع کرنے آئی ہوں!" دوسری گاڑی سے النگھم کی سیکرٹری کونیلیا کی آواز آئی۔

...اور پھر وہ گاڑی سے اتر کر ان کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

"ہم نے تمہارے ساتھی سے کوئی برا برتاؤ نہیں کیا۔" اس نے روشی کو مخاطب کر کے کہا اور الٹے لٹکنے کی وہی داستان دہرا دی جو عمران سے سنی تھی۔

"اچھا... تو یہ خود تمہاری حماقت تھی!" روشی نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا۔

"مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ مجھے ہی لٹکا کر بھاگ نکلیں گے!"

"اور پھر ہم سب نے دیکھا کہ اسی منحوس ہاتھ نے ڈاکٹر کا خاتمہ کر دینے کی بھی کوشش کی" لڑکی ٹھنڈی سانس لے کر بولی "ایسی صورت میں یہی سوچا جا سکتا ہے کہ ان دونوں کا اس ہاتھ سے ضرور کوئی تعلق تھا!"

"داڑھی والے کا رہا ہو گا... دوسرا تو کافی خوب صورت تھا!" عمران نے اپنی رائے ظاہر کی۔

"تم واقعی بالکل احمق ہو!" لڑکی جھنجھلا گئی۔

"خاموش رہو!" روشی نے عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"اور ہاں... میں مسز گوہن سے بھی ملنا چاہتی ہوں!" لڑکی بولی۔

"اندر چلو...!" روشی نے عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ سٹنگ روم میں آئے۔ مسز گوہن شاید روشی کی واپسی کی منتظر تھی۔ انہیں دیکھتے ہی صوفے سے اٹھ گئی۔

فطری بات تھی کہ روشی سب سے پہلے ڈاکٹر النگھم پر حملے ہی کا ذکر کرتی۔

مسز گوہن بہت زیادہ پریشان نظر آنے لگی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن مناسب الفاظ نہ مل رہے ہوں۔

روشی خاموش ہوئی تو النگھم کی سیکرٹری نے کہا... "مسز گوہن! ڈاکٹر نے کہا ہے۔ اب میری زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے پتا نہیں کون ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ لہٰذا آپ کی امانت واپس کر رہا ہوں!"

خاموش ہو کر اس نے اپنے پرس سے ایک منقش چوبی ڈبا نکالا تھا اور مسز گوہن کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہو... اچھا!" مسز گوہن چونک کر ہاتھ بڑھاتی ہوئی بولی "میں تو بھول ہی گئی تھی!" اس نے ڈبا لے کر میز پر رکھ دیا۔

"اچھا اب میں جا رہی ہوں!" نیلی نے کہا اور دروازے کی طرف مڑنے لگی۔

"اکیلے ہی...؟" عمران بوکھلا کر بولا "اندھیرے میں!"

وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور آگے بڑھتی چلی گئی۔

"مجھے اس لڑکی پر ترس آ رہا ہے" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیوں...؟" روشی نے اسے گھور کر پوچھا۔

"کچھ دیر بعد یہ بے چاری ڈاکٹر کی لاش کے پاس تنہا ہو گی!"

"خاموش رہو!" مسز گوہن خوف زدہ لہجے میں چیخی۔

"اس ڈبے میں کیا ہے؟" روشی نے کچھ دیر بعد مسز گوہن سے پوچھا۔

"گلوبند...!"

"مگر تم تو زیورات استعمال نہیں کرتیں؟"

"نہیں کرتی لیکن... یہ بہت مناسب وقت پر میرے پاس پہنچا ہے" مسز گوہن نے ڈبا اٹھا کر روشی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ڈبے میں قدیم مشرقی طرز کا ایک طلائی گلوبند تھا... عمران بھی دور بیٹھا اسے کن انکھیوں سے دیکھتا رہا۔

"دس سال پہلے کی بات ہے" مسز گوہن ٹھنڈی سانس لے کر بولی "ایک جوگی نے گوہن کو تحفۃً دیا تھا اور کہا تھا کہ

یہ گلوبند جادوئی اثرات رکھتا ہے اگر کسی عورت پر مصیبتوں کا نزول ہو رہا ہو تو وہ اس گلوبند کو پہن لینے کے بعد اُن سے محفوظ رہ سکتی ہے۔"

"ارے مجھے پہنا دو۔" عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "ڈر کے مارے میرا دم نکلا جا رہا ہے۔"

"اس سے کہو خاموش رہے!" مسز گوہن جھلا گئی اور عمران نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ دبا لیا۔

"پہلے بھی اسے کبھی آزمایا ہے؟" روشی نے پوچھا۔

"نہیں... میرے لیے تو یہ نوادر میں سے تھا... نوادر اکٹھا کرنے کا شوق بھی رکھتی ہوں... لیکن اب سوچتی ہوں کہ مجھے اسے استعمال کرنا چاہیے۔"

"ایک منٹ!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "یہ ڈاکٹر انگھم کے پاس کیسے پہنچا تھا؟"

"میں کہتی ہوں تم دخل اندازی مت کرو۔" مسز گوہن بھڑک اٹھی۔

"یہ کام کی بات پوچھی ہے اس نے۔" روشی نے کہا۔ "میں بھی یہی سوال کرتی۔"

مسز گوہن کچھ دیر خاموش رہ کر بولی۔ "ایک ماہ پہلے کی بات ہے انگھم اس کی نقل تیار کرانے کے لیے مجھ سے عاریتاً لے گیا تھا۔"

"کیا اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ جادوئی اثرات کا حامل ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں... جوشی کی کہی ہوئی بات میں سب کو بتاتی ہوں۔"

عمران نے ہونٹ بھینچ کر روشی کی طرف دیکھا۔

"تو بہر حال! اب تم اتنی پریشان ہو کہ اس کی جادوئی حیثیت آزماؤ گی؟" روشی نے کہا۔

"کیا یہ فطری امر نہ ہوگا؟ ایسے حالات میں آدمی موہوم سہاروں کی طرف بھی لپکتا ہے۔"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کیوں پریشان ہو؟"

مسز گوہن پھر جھنجلا کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ روشی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اب یہ ڈھنگ سے سوالات کر رہا ہے۔ اس سے ہو سکتا ہے کہ تمہاری پریشانیاں رفع ہو جائیں۔"

"کیا مطلب...؟"

"بس یہی کہو کہ یہ بھی مجھے کسی جادوگر سے تحفتاً ملا تھا۔"

"میرا مذاق مت اڑاؤ۔" مسز گوہن مغموم لہجے میں بولی۔

"میں تمہیں دشواریوں سے نکالنا چاہتی ہوں۔ اسی لیے اس کو ساتھ لائی تھی۔"

مسز گوہن کے چہرے پر کشمکش کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے وہ زبان کھولتے ہوئے ہچکچا رہی ہو۔

"یقین کرو... ہم تمہارے لیے اپنی زندگیاں تک داؤ پر لگا دیں گے۔" روشی نے کہا۔

عمران نے گلوبند روشی کے ہاتھ سے لے لیا تھا... اور اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً ایک ملازم نے کمرے میں داخل ہو کر ہانپتے ہوئے کہا۔ "پولیس۔"

اس سے پہلے انھوں نے کسی گاڑی کی آواز سنی تھی۔ ملازم عمران کی طرف متوجہ تھا۔

"شاید وہ مجھے پوچھ رہے ہوں گے۔" عمران نے گلوبند کو پتلون کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔" ملازم نے جواب دیا۔ مسز گوہن بہت زیادہ بدحواس نظر آنے لگی تھی۔ ملازم نے اس بار مسز گوہن کو... مخاطب کر کے کہا۔ "پولیس آفیسر آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

"اچھا... اچھا... اسے اندر لے آؤ۔"

عمران جانتا تھا کہ فیاض کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔ رچرڈسن کی موت کے سلسلے میں ظفر اور جیمسن کے نام بھی اُس تک پہنچے ہوں گے اور وہ پہلے انگھم کے پاس گیا ہوگا۔ اس کے بعد ادھر کا رُخ کرنا لازمی ٹھہرا۔

"ہم... میں ذرا باتھ روم...!" عمران نے روشی کی طرف دیکھ کر کہا... اور کمرے سے نکل گیا۔ ملازم باہر جا چکا تھا۔ روشی نے ذرا ہی دیر بعد کیپٹن فیاض کو کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور حیرت ظاہر کرنے کی بجائے زبردستی اپنے لہجے میں چہکار پیدا کرتی ہوئی آگے بڑھی۔

"ہیلو کیپٹن!... ہاؤ ڈو یو ڈو...؟"

"ہوں تو آپ بھی ہیں۔" فیاض نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔

روشی نے مسز گوہن سے اُس کا تعارف کرایا۔

"میں ڈاکٹر انگھم کے پاس سے آ رہا ہوں۔" فیاض بولا۔

"ہم... مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس پر بھی اُسی پُراسرار ہاتھ نے حملہ کیا تھا۔" مسز گوہن کی آواز کانپ رہی تھی۔

"مجھے صرف اُن دو آدمیوں سے سروکار ہے... جنھیں ڈاکٹر انگھم نے درخت سے اُلٹا لٹکا رکھا تھا۔" فیاض روشی

کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ڈاکٹر انگھم نے جسے اُلٹا لٹکا رکھا تھا وہ یہیں ہے۔" روشی نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"میں جیمسن اور ظفر الملک کی بات کر رہا ہوں۔"

"میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

"کیا یہ دونوں آپ کے پرانے شناسا ہیں مسز گوہن؟" فیاض اُس کی طرف مڑا۔

"میرے لیے دونوں نام نئے ہیں۔"

"میں مس روشی اور مسٹر عمران کی بات کر رہا ہوں۔"

"روشی سے پرانے تعلقات ہیں۔ مسٹر علی عمران پہلی بار یہاں آئے ہیں۔"

اتنے میں عمران ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ وہ لباس تبدیل کر چکا تھا اور ایک شریف آدمی کی طرح فیلٹ ہیٹ بھی سر پر جما رکھی تھی۔ اندر پہنچ کر فیلٹ ہیٹ اُتارتا ہوا کسی قدر خم ہوا... اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر اُس اسٹینڈ کی طرف بڑھا جس پر ٹوپیاں لٹکائی جاتی تھیں۔ فیلٹ ہیٹ بڑے سلیقے سے لٹکا کر فیاض کی طرف مڑا۔

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟" فیاض غرایا۔

"جس راستے پر تم نے ڈالا ہے آنکھ بند کر کے دوڑا جا رہا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"یہ پھر بتاؤں گا۔ فی الحال تم یہاں اپنی آمد کا مقصد بتاؤ؟"

"ظفر الملک اور جیمسن؟"

"وہ دونوں مجھے اُلٹا لٹکا کر فرار ہو گئے۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"سوال یہ ہے کہ رچرڈسن کے گھر اُن کی موجودگی کا کیا مقصد تھا؟"

"وہ دونوں وہاں چچی مراد کی تلاش میں گئے تھے۔"

"کیوں...؟"

"میں نے اُن سے کہا تھا کہ وہ کسی ایسے آدمی کی تلاش کریں جس کی آواز تمہاری آواز سے ملتی جلتی ہو اور اگر تم ڈاکٹر انگھم کے گھر ہو تو تم نے محسوس کیا ہوگا کہ چچی مراد بالکل تمہاری ہی طرح بولتا ہے۔"

"میں نے دھیان نہیں دیا۔" فیاض نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "ڈاکٹر انگھم اُن دونوں کو اپنے ساتھ یہاں کیوں لایا تھا؟ اُس نے پولیس کے حوالے کیوں نہیں کر دیا تھا؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"تو پھر یہاں کیوں آئے ہو؟"

"نیلے ہاتھ کی کہانی سننے اور اُن دونوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے... نیلا ہاتھ ڈاکٹر انگھم کی طرف جھپٹا تھا اور وہ دونوں نالائق مجھے درخت سے اُلٹا لٹکا کر میری گاڑی لے بھاگے۔"

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" مسز گوہن نے خوف زدہ لہجے میں دخل اندازی کی۔

"میں رچرڈسن کی موت سے متعلق تفتیش کر رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے رچرڈسن اور توفیق فوجی اتاشی دونوں ہی آپ کے دوست تھے اور یہاں آتے رہتے تھے۔"

"جی ہاں... وہ میرے دوست تھے۔"

"ریٹا ویلز کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں؟"

"بس یہی کہ وہ کرنل کی سیکرٹری تھی۔"

"آخری بار آپ اُس سے کب ملی تھیں؟"

"کوئی پندرہ دن پہلے کی بات ہے۔"

"کیا آپ کو کرنل نے بتایا تھا کہ وہ اُس کے کچھ کاغذات لے بھاگی ہے؟"

"پندرہ دن پہلے دونوں ساتھ ہی یہاں آئے تھے۔ اس کے بعد کسی سے بھی میری ملاقات نہیں ہوئی تھی۔"

"ہوں... اب تم میرے ساتھ آؤ۔" فیاض نے عمران سے کہا۔

"برآمدے سے آگے نہ جا سکوں گا۔"

"کیوں...؟"

"میں یہاں چھٹیاں گزار رہا ہوں۔ کیونکہ سلیمان کے مطالبات پورے کرنے کے قابل نہیں رہا۔ آج آٹا ختم کل گھی ختم اور پرسوں مونگ کی دال۔"

"میں تم سے صرف اُس ہاتھ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ تم اس وقت انگھم کے پاس ہی موجود تھے، جب اُس پر حملہ ہوا تھا۔"

"اب کیسی طبیعت ہے اُس کی؟"

"بُری طرح نروس ہے۔"

"میں نے دیکھا تھا... وہ صرف ایک ہاتھ تھا۔ انگھم پر حملہ کرنے کے بعد فضا میں تیرتا ہوا باہر پھیلے ہوئے اندھیرے میں گم ہو گیا تھا۔"

"صرف ہاتھ...؟"

"صرف ہاتھ کیپٹن فیاض!... کہنی تک مدا ہاتھ... کوٹ کی

آستینیں نما غلاف میں...!"

"کس سمت گیا تھا؟"

"برآمدے سے آگے میں اُسے دیکھ ہی نہیں سکا تھا۔"

"کیا تم سچ مچ اتنے خائف تھے کہ تمہارا دماغ اُلٹ گیا تھا؟"

"بہت ہی ذاتی قسم کا سوال ہے۔ اس کا جواب تمہاری رپورٹ میں درج کرانے سے میرا استقبل تباہ ہو سکتا ہے۔"

اچانک انہوں نے مسز گوہن کی چیخ سُنی اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اُس کی آنکھیں بند تھیں اور ہاتھ اس اسٹینڈ کی طرف اُٹھا ہوا تھا، جس پر عمران نے فلیٹ ہیٹ لٹکائی تھی اور وہ ادھر پلٹے... نیلا ہاتھ عمران کی فلیٹ ہیٹ اپنے پنجے میں جکڑے ہوئے کھڑکی سے باہر جا رہا تھا۔

"چلو...!" عمران فیاض کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا دروازے کی طرف جھپٹا۔

وہ باہر پہنچے تھے لیکن وہ ہاتھ کہیں دکھائی نہ دیا۔

"جتنی جلد ممکن ہو انگھم تک پہنچو!" عمران، فیاض کو جھنجھوڑ کر بولا۔

اب اُن کی گاڑی تیز رفتاری سے انگھم کے فارم کی طرف جا رہی تھی۔ عمارت کے پاس پہنچ کر جیسے ہی فیاض نے بریک لگائے عمران سیٹ سے کود کر برآمدے کی طرف جھپٹا۔ فیاض اور اُس کے دونوں ماتحت بھی بالکل اسی کے سے انداز میں عمارت کی جانب بڑھے تھے۔

"ڈاکٹر... ڈاکٹر...!" عمران آوازیں دیتا ہوا اندر گھستا ہوا چلا گیا۔

"کیا ہے؟ تم پھر دکھائی دیے؟" ڈاکٹر سامنے آ کر دہاڑا۔

اتنے میں فیاض اور اُس کے ماتحت بھی وہاں پہنچ گئے۔

"مم... مسز... گوہن...؟"

"کیا ہوا مسز گوہن کو؟"

"نن... نیلا ہاتھ...؟"

"نہیں..." ڈاکٹر بوکھلائے انداز میں چیخا... پھر آگے بڑھ کر عمران کو جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ "مجھے کوئی بُری خبر نہ سناؤ۔"

"نن... نیلا... ہاتھ...؟"

"میرے خدا...؟" ڈاکٹر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کرسی پر گر گیا۔

فیاض متحیرانہ نظروں سے دونوں کو دیکھے جا رہا تھا... اچانک عمران نے زوردار قہقہہ لگایا اور ڈاکٹر اچھل پڑا... پھر مٹھی بھینچ کر عمران کی طرف بڑھتا ہوا غرّایا۔ "چلے جاؤ یہاں سے، پاگل آدمی! ورنہ ٹھوکریں مار مار کر ختم کر دوں گا۔"

"پوری بات سُن لو... نیلا ہاتھ میری فلیٹ ہیٹ لے گیا ہے۔ مسز گوہن بالکل خیریت سے ہے۔"

"یہ کیا بکواس کر رہا ہے؟" ڈاکٹر فیاض کی طرف دیکھ کر دہاڑا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔" فیاض نے سرد لہجے میں کہا۔

"تو پھر میں کیا کروں؟"

"میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں ڈاکٹر کہ جس طرح وہ تمہارا پائپ لے گیا تھا، اُسی طرح میری فلیٹ ہیٹ بھی لے گیا۔"

"پپ... پائپ... کیا بکواس ہے؟"

"میں نے دیکھا تھا ڈاکٹر!... وہ تمہارے مُنہ سے پائپ ہی نکال لے گیا تھا۔"

اتنے میں ہپی مراد بول پڑا۔ "ہاں... ہاں... میرا خیال ہے کہ میں نے بھی دیکھا تھا۔"

"تم چپ رہو۔" ڈاکٹر اس پر اُلٹ پڑا۔

"نہیں! اسے بولنے دو۔" عمران سرد لہجے میں بولا۔

"تم سب چلے جاؤ یہاں سے... مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔"

"تمہارا پائپ گیا جہنم میں!" عمران جھلاہٹ کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسز گوہن کو کیسے مُنہ دکھاؤں گا؟"

"کیا مطلب...؟"

"تم نے اُسے جو تعویذ بھجوایا تھا میں نے اپنی فلیٹ ہیٹ کے چرمی استر میں رکھ دیا تھا۔"

دفعتاً... پشت سے ایک نسوانی آواز آئی۔ "اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھاؤ...!"

وہ چونک کر مُڑے... ڈاکٹر کی سیکرٹری کورنیلیا ٹامی گن... سنبھالے کھڑی تھی۔ ڈاکٹر کے علاوہ اور سب کے ہاتھ اُٹھ گئے اور ڈاکٹر نے غصیلے لہجے میں لڑکی سے کہا۔ "اتنی جلد بازی کی کیا... ضرورت تھی؟"

"کھیل ختم ہو چکا ہے۔" لڑکی بولی۔ "یہ بزدل چھپا ہوا سُورما نکلا... اب انہیں ختم ہی کر دینا بہتر ہو گا۔"

"نہیں... بہتر طریقہ یہ ہو گا کہ ان کا علاج کر کے اُنہیں واپس کر دیا جائے، ورنہ یہاں سے بھاگنا پڑے گا۔" ڈاکٹر نے بےحد نرم لہجے میں کہا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟... میں تو نہیں سمجھ سکتا۔" ہپی مراد

بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ اُس نے ابھی تک ہاتھ نہیں اُٹھائے تھے۔

"تم بھی اپنے ہاتھ اُٹھاؤ... سب کا علاج ہو گا۔" ڈاکٹر نے ہنس کر کہا۔

اچانک پھر ایک نسوانی آواز آئی۔ "ٹامی گن زمین پر ڈال دو... ورنہ ریوالور کی گولی تمہارے دل میں سوراخ کر دے گی۔"

کورنیلیا کے پیچھے روشی کھڑی نظر آئی تھی۔ اُس کے ہاتھ سے... ٹامی گن چھوٹ پڑی لیکن دوسرے ہی لمحے میں ڈاکٹر انگھم نے اُس پر قبضہ کرنے کے لیے چھلانگ لگائی۔

عمران نے بھی دیر نہیں لگائی تھی... مگر وہ بھی اُس پر ہاتھ نہ ڈال سکا، کیونکہ دونوں کے سر آپس میں ٹکرا کر رہ گئے تھے... ادھر روشی نے کورنیلیا کے بال مٹھی میں جکڑ کر جھٹکا جو دیا تو وہ دُور جا گری۔

فیاض اور اُس کے ماتحت ڈاکٹر انگھم پر ٹوٹ پڑے تھے لیکن ٹھیک اسی وقت جب ٹامی گن عمران کے ہاتھ میں آئی۔ ڈاکٹر ان تینوں کو جھٹک کر دوسرے کمرے میں جا گھسا۔ دروازہ زوردار آواز کے ساتھ بند ہوا تھا اور بولٹ سرکنے کی آواز بھی آئی تھی۔ عمران نے بند دروازے پر ٹامی گن سے فائرنگ شروع کر دی۔ دوسری طرف روشی نے کورنیلیا کو قابو میں کر کے اُس کے مُنہ پر تھپیڑوں کی بارش کر دی تھی۔

دروازے میں سوراخ ہوتے رہے... اُدھر سے اس کمرے میں پہنچنے کے لیے کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ فیاض نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ وہ باہر نکل کر عمارت سے نکاسی کے راستوں کی نگرانی کریں۔

"تم اُسے نہیں پا سکو گے!" دفعتاً کورنیلیا چیخی۔ "وہ ذرا سی دیر میں تم سب کو فنا کر دے گا۔"

روشی اُسے بُری طرح رگڑے ڈال رہی تھی۔ عمران نے اُس سے کہا۔ "اس کے ہاتھ پُشت پر باندھ دو!"

"تمہاری مدد کے بغیر یہ ناممکن ہے۔" روشی نے جواب دیا۔

"فیاض!... دیکھو..." کہتا ہوا عمران باہر نکل گیا۔

فیاض کی مدد سے روشی نے کورنیلیا کے ہاتھ رومال سے باندھ دیے۔

وہ چیختے جا رہی تھی۔ "اگر مجھے کوئی گزند پہنچا تو ڈاکٹر [illegible] کو اُڑا دے گا۔ تم اب اُسے نہیں پا سکتے۔" پھر وہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی تھی۔

فیاض نے روشی سے کہا۔ "تم اسے مسز گوہن کے گھر لے جاؤ۔ ہم ابھی آ رہے ہیں۔"

"میں اس قسم کا کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتی کیپٹن!... بہتر ہو گا کہ اسے فی الحال اپنی گاڑی میں ڈالیے اور میں یہیں ٹھہر کر اس کی نگرانی کرتی رہوں گی۔ ویسے میرے پاس ریوالور نہیں ہے۔ وہ فاؤنٹین پن تھا۔"

"تم تو اسی مخبوط الحواس کی تربیت کردہ ہو... اچھی بات ہے، اسے گاڑی تک لے چلو۔"

روشی اُسے دھکیلتی ہوئی باہر لائی لیکن ابھی گاڑی کا دروازہ بھی نہیں کھول پائی تھی کہ کسی طرف سے اچانک فائر ہوا۔ گولی فیاض کی گاڑی پر پڑی تھی۔

"لیٹو... لیٹ جاؤ!" فیاض دونوں کو زمین پر گراتا ہوا بولا اور خود بھی اُن کے قریب ہی گر گیا۔

روشی نے لڑکی کا مُنہ دبا رکھا تھا اور وہ بُری طرح مچل رہی تھی۔ فائر پھر ہوا۔ اس بار بھی گولی گاڑی ہی پر لگی تھی، پھر ٹامی گن گڑگڑائی... شاید عمران نے فائروں کے رُخ کا اندازہ کر کے کسی طرف فائروں کی بوچھاڑ کی تھی۔ اس کے بعد سناٹا چھا گیا۔

"چُپ چاپ پڑی رہنا۔" فیاض نے سرگوشی کی۔

یہ تینوں گہرے اندھیرے میں تھے۔ روشی نے عمارت سے نکلتے وقت برآمدے کی لائٹ آف کر دی تھی، ورنہ وہ اس جگہ قطعی محفوظ نہ ہوتے۔

ہپی مراد برآمدے میں کھڑا چیخ رہا تھا۔ "ارے سب کہاں گئے؟"

...اور پھر شاید ڈاکٹر انگھم کے ملازموں نے بھی چیخنا شروع کر دیا تھا۔

"بس اب نکل چلو!" فیاض اُٹھتا ہوا بولا۔ پھر دونوں نے لڑکی کو کھینچ کر پچھلی سیٹ پر ڈالا اور روشی بولی۔

"بس تم جاؤ۔ میں اسے یہاں تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔"

"بچوں کی سی باتیں نہ کرو... بیٹھ جاؤ۔ میں ڈرائیو کروں گا۔ کہیں یہ کوئی خطرناک حرکت نہ کر بیٹھے۔ صرف ہاتھ ہی تو بندھے ہوئے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ انگھم کے خلاف یہ شہادت بھی ضائع ہو جائے۔"

"تم اُس کے خلاف مجھ سے ایک لفظ بھی نہ کہلوا سکو گے۔" لڑکی چیخی۔

بالآخر روشی کو پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر دوبارہ اُس کا

مُنہ دبانا پڑا۔

کار اسٹارٹ ہوکر مسز گوہن کے فارم کی طرف مُڑی۔ شاید ابھی چوتھائی راستہ بھی طے نہ کیا ہوگا کہ بائیں جانب والی جھاڑیوں کے سلسلے سے ایک فائر ہُوا اور گاڑی کا پچھلا ٹائر دھماکے کے ساتھ برسٹ ہوگیا۔ گاڑی روک دینی پڑی۔ ساتھ ہی فیاض بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکالتا ہُوا دوسری طرف اُتر گیا۔ روشنی بھی اتنی احمق نہ تھی کہ بیٹھی رہتی۔ لڑکی نے یہ احوال دیکھے تو پھر چیخنے لگی لیکن اس کے بعد کوئی فائر نہ ہُوا۔ روشنی اور فیاض گاڑی سے کچھ اور دُور کھسک کر جھاڑیوں میں جا چھپے تھے۔ تاروں کی چھاؤں میں گاڑی نظر آرہی تھی۔ اُس کے آس پاس کوئی موجود ہوتا تو وہ بھی دکھائی دے جاتا لیکن روشنی سوچ رہی تھی کہ اگر کوئی مخالف سمت سے گھٹنوں کے بل چلتا ہُوا گاڑی تک پہنچے تو انہیں کانوں کان خبر نہ ہوگی۔ اُس نے آہستہ سے اپنا خیال فیاض پر بھی ظاہر کر دیا لیکن فیاض بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔

*

فائر اور ٹائر پھٹنے کی آواز ہی نے عمران کو اُس کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ اُس نے اپنا رُخ بدل دیا۔ اس سے پہلے وہ گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز بھی سُن چکا تھا... پھر وہ ٹھیک اس وقت وہاں پہنچا جب ایک متحرک سایہ جھکا ہُوا فیاض کی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا عمران ٹامی گن کو صرف ایک ہاتھ سے سنبھالے ہُوئے سینے کے بل رینگتا ہُوا سائے کی طرف بڑھنے لگا۔

گاڑی سے سائے کا فاصلہ بمشکل ایک فٹ رہ گیا ہو گا کہ عمران نے اُس کے سر پر ٹامی گن کے دستے سے وار کیا، جو اندازے کی ذرا سی غلطی کی بنا پر خالی گیا۔ سایہ اُلٹ کر اُس سے لپٹ پڑا تھا۔ ٹامی گن عمران کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی۔

"انگھم تم بچ نہیں سکتے۔ جدوجہد فضول ہے۔" عمران نے اُس کی گرفت کا توڑ کرتے ہُوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں، میں موجود ہوں۔" دوسری طرف سے فیاض کی آواز آئی اور انگھم کا حملہ پہلے سے بھی شدید ہوگیا... یہ دونوں تو گتھے ہی ہُوئے تھے۔ فیاض بھی انگھم سے چمٹ گیا۔

"تم ہٹ جاؤ فیاض!" عمران بولا۔

"بے وقوفی کی باتیں نہ کرو!" فیاض نے کہا۔

حالانکہ حماقت فیاض ہی سے سرزد ہُوئی تھی۔ لیٹ

بے روزگاری سے نجات دلانے والی

ٹیکنیکل کتابیں

جدید الیکٹرک گائیڈ	قیمت	۲۵/-
〃 وائرنگ	〃	۲۵/-
〃 ریڈیو گائیڈ	〃	۲۵/-
〃 موٹر وائنڈنگ	〃	۲۵/-
〃 الیکٹرک و گیس ویلڈنگ	〃	۲۰/-
کمپیوٹر گائیڈ	〃	۲۰/-
جدید صابن سازی	〃	۲۰/-
پریکٹیکل ٹرانسفارمر گائیڈ	〃	۲۰/-
جدید گھڑی سازی	〃	۳۰/-
پریکٹیکل ایمپلی فائر گائیڈ	〃	۳۰/-
ڈیزل انجن گائیڈ	〃	۱۵/-
پٹرول انجن گائیڈ	〃	۳۵/-
T.V. ریپیئر گائیڈ	〃	۱۲/-
کلر T V گائیڈ	〃	۳۵/-
موم بتی و کھلونے بنانا	〃	۱۲/-
آئینہ سازی	〃	۱۲/-
جدید موٹرز گائیڈ	〃	۱۵/-
موٹر ڈرائیوری گائیڈ	〃	۱۲/-
فوٹو گرافی	〃	۱۵/-
وی، سی، آر سروس گائیڈ	〃	۳۰/-
ٹیپ ریکارڈ گائیڈ	〃	۳۰/-

ہالی ووڈ کی ایک مشہور اداکارہ سے اس کی سہیلی نے طنزیہ انداز میں کہا: "میں نے سنا ہے تم نے پیٹر سے شادی کرلی ہے۔ ایک سال پہلے میری اور پیٹر کی منگنی ہوئی تھی جو بعد میں پیٹر نے ہی توڑ دی۔ مجھے امید ہے تم اس بات کو بھول چکی ہوگی۔ اور پھر جہاں تک شکل کا تعلق ہے، پیٹر اتنا بے وقوف نہیں ہے جتنا شکل سے نظر آتا ہے۔"

"یقیناً" اداکارہ نے مسکرا کر کہا: "ورنہ وہ تم سے شادی کر لیتا۔"

نے کی بجائے اُسے ریوالور کی دھمکی سے الگ کرنے کی کوشش
چاہیے تھی لیکن فتح کا سہرا اپنے سر باندھنے کے جوش میں
نے عقل ہی رخصت کردی، پھر وہی ہُوا جیسا کہ ایسے
الات میں ہوتا ہے۔ عمران کی گرفت کسی قدر ڈھیلی پڑی ہی
کہ وہ دونوں کی گرفت سے نکل گیا۔ روشنی نے اُسے گاڑی
پیچھے والی جھاڑیوں میں چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔ اس
جھاڑیوں کا سلسلہ دُور تک پھیلتا ہُوا گنے کے کھیتوں
جا ملتا تھا۔ ذرا دیر تلاش جاری رہی پھر عمران نے
جھنک کر کہا "جہنم میں جائے، مجھے کیا۔ میں تو صرف
الملک کی صفائی پیش کرنا چاہتا تھا وہ کرچکا۔"

کچھ دیر بعد وہ سب روشنی کی گاڑی میں مسز گوہن کی
کاٹیج تک پہنچے تھے۔ فیاض کے دونوں ماتحت بھی ساتھ
مراد نجانے کدھر نکل بھاگا تھا کورنیلیا کے ہاتھ
پشت پر بندھے ہُوئے تھے۔ عمران نے اُس کا بازو پکڑ
کے حوالے کرتے ہُوئے کہا "اب اس سے خود ہی پوچھ
ظفر الملک اور جیمسن کو کب سے جانتی ہے؟"

کیا مطلب؟"

اسی کے لیے تم نے مجھے دھوکا دیا تھا۔ خود ہی شاہ آباد
چارج کو فون پر ہدایت دی کہ دونوں کو چھوڑ دیا جائے
گئے یقین بھی تھا کہ ان دونوں کو کسی سازشی گروہ
ثابت کر کے مجھے اس کیس میں پوری طرح دلچسپی لینے
ر دو؟"

لیکن یہ ریناولیمز تو نہیں ہے؟" فیاض بے ساختہ بولا۔
کی آنکھوں سے دیکھو عزیزانِ جان کپتان!" عمران
دبا کر بولا۔

بکواس کرو!"

لیبارٹری میں لے جا کر اس کے بال کیمیکلز سے
سیاہ خضاب اُتر جائے گا اور اخروٹ کی رنگت
نکل آئیں گے، پھر ناک کے نتھنوں پر چپکے ہُوئے
ٹکڑوں پر بھی دھیان رکھنا... میرا کام ختم....
کے لیے تو تم نے مجھے اس راہ پر ڈالا تھا۔"
اُردو میں ہو رہی تھی۔ دفعتہً فیاض نے لڑکی سے
ریناولیمز ہو؟"
..." وہ حلق پھاڑ کر چیخی اور عمران بے تحاشا
... پھر بولا۔

"رچرڈسن کے یہاں اُن دونوں کو دیکھ کر تم چکّر میں پڑ گئی تھیں، اسی لیے انہیں پولیس کے حوالے کردینے کی بجائے اپنے ساتھ یہاں لائی تھیں۔ کیا انگھم انھیں شکار کرکے یہی نہیں پوچھتا رہا تھا کہ وہ تمہیں جانتے ہیں؟"

"اوہ..." وہ مٹھیاں بھینچ کر چیخی "میں نہیں جانتی تھی کہ تم اتنے خبیث ہو، ورنہ سب سے پہلے تمہارا ہی خاتمہ کر... دیا جاتا۔"

"جس طرح کرنل کا خاتمہ کیا تھا... کیوں؟ بس ایک ننھی سی زہریلی سُوئی کافی ہوتی۔"

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟... خدارا مجھے بتاؤ!" مسز گوہن کانپتی ہُوئی بولی۔

"کہانی کا پہلا حصّہ تو تم ہی سناؤ گی مسز گوہن!"

"وہ... وہ ہاتھ...؟"

"وہ ہاتھ میرا فلیٹ ہیٹ اس لیے لے گیا کہ میں نے اُس کے استر میں تمہارا طلسمی گلوبند چھپا دیا تھا اگر وہ تمہارے گلے میں ہوتا تو تم اس وقت فرش پر پڑی ہوتیں۔ وہ ہاتھ جتنی قوت سے چیزوں کو گرفت میں لیتا ہے، گلا گھونٹنے کے لیے کافی ہوتی ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟" فیاض اُسے گھورتا ہُوا بولا۔

"وہ ریڈیائی لہروں کے ذریعے اپنے ریسیور تک پہنچایا جاتا ہے اور ریسیور کو گرفت میں لے کر اسی سمیت اپنے مستقر کو روانہ ہو جاتا ہے۔ انگھم کے پائپ میں کوئی ننھا سا ریسیور موجود تھا ویسا ہی ریسیور اس نے مسز گوہن کے گلوبند میں ٹانک کر واپس کیا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا اس پریشانی کے عالم میں مسز گوہن اُسے فوری طور پر پہن لے گی۔"

عمران پل بھر کے لیے رُک کر فیاض کو گلوبند کی طلسم بندی کی کہانی سنانے لگا، پھر بولا "انگھم نے اس ہاتھ کو آدمیوں پر آزمانے سے پہلے مسز گوہن کے بندروں پر آزمایا تھا۔ تجربے کی کامیابی کا یقین ہو جانے کے بعد رچرڈسن کا نمبر آیا... چونکہ مسز گوہن خود انگھم کی طرف سے مشتبہ ہوگئی تھیں۔ اس لیے اُس نے اُنہیں ختم کردینے سے پہلے وہ ہاتھ خود پر بھی آزمایا اس طرح کہ وہ صرف اُس کا پائپ لے جاسکے یہ ڈرامہ میری اور ہپی مراد کی موجودگی میں کھیلا گیا تاکہ سند رہے اور بوقتِ ضرورت کام آئے۔ ہپی مراد بے چارہ ان حالات سے بے خبر ہے۔ اس کی آواز ضرور... تمہاری ہی سی ہے لیکن لہجہ بالکل مختلف ہے۔

وہ خواہ مخواہ ہمارے شبہات کا شکار رہے۔"

عمران کے خاموش ہوتے ہی فیاض مسز گوہن کی طرف مڑا۔ "آپ کو کس بات کا تجربہ تھا اُس پر؟"

"مم... میں مجبور ہوں، اس سلسلے میں کچھ بھی نہ بتا سکوں گی۔"

"تو گویا آپ ایک مجرم کا تحفظ کرنا چاہتی ہیں؟"

"یہ بات نہیں... میں اپنی تنظیم کے سربراہ کی اجازت کے بغیر ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکال سکتی۔"

"اوہو...!" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "تو انگھم کسی دوسری تنظیم سے متعلق تھا؟"

"یقیناً... یہ تو اب ظاہر ہوا ہے ورنہ پہلے ہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ ہم ہی میں سے ہے۔"

"کرنل اور رچرڈسن آپ کی تنظیم سے متعلق تھے؟"

"ہاں... اس حد تک میں بتا سکتی ہوں کہ ریتا اور انگھم کی چوری چھپے ملاقاتوں سے میں نے یہی اندازہ لگایا تھا۔ میں نے کرنل کو اس سے مطلع کیا تھا اور وہ ریتا پر کڑی نظر رکھنے لگا تھا۔ انگھم نے تو یہی ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی کہ عورت اُس کی کمزوری ہے لیکن درپردہ وہ کچھ اور تھا۔ ریتا ویمز حقیقتاً انگھم ہی کی تنظیم سے تعلق رکھتی تھی۔ اچانک ایک دن یہ ہماری تنظیم سے متعلق کچھ اہم کاغذات کرنل کی تحویل سے اُڑا کر غائب ہو گئی۔ کرنل پہلے تو خود اُسے تلاش کرتا رہا پھر مقامی پولیس سے مدد کا طالب ہوا۔ اس کے بعد کیا ہوا آپ جانتے ہی ہیں۔"

"لیکن رچرڈسن اور آپ کیوں؟"

"غالباً وہ یہاں کی تنظیم کے سارے ارکان کو اسی طرح ختم کر دینا چاہتا تھا۔"

"بہر حال، دو تنظیموں کے جھگڑے کی بنا پر یہاں دو قتل ہوئے ہیں۔ اس لیے دونوں ہی ملزم گردانی جائیں گی۔" فیاض بول پڑا تھا۔

"یقین کیجیے! میں ایک محبِ وطن عیسائی عورت ہوں۔ یہاں کی شہریت رکھتی ہوں اور یہی میرا وطن ہے۔ میری تنظیم بھی ملکی مفاد کے خلاف کچھ نہیں کر رہی۔"

"لیکن... یہ جھگڑا بھی غیر قانونی ہے۔"

"کیپٹن فیاض...!" دفعتاً عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "ملزمہ ریتا یہاں موجود ہے تم اسے لے جا سکتے ہو!"

"مسز گوہن...؟"

"نہیں... مسز گوہن کو یہاں سے کوئی بلا بھی نہیں سکتا۔ اتنا یاد رکھو... اگر میں تمہاری مدد نہ کرتا تو ریتا ویمز تمہارے ہاتھ نہیں لگ سکتی تھی۔ اسے لے جاؤ، مسز گوہن کا ذکر تک تمہاری رپور میں نہ آنا چاہیے۔ ریتا سے اُس کی تنظیم کے بارے میں تم بہت کچھ معلوم کر سکو گے۔" عمران نے کہتے کہتے اچانک ریتا پر چھلانگ لگائی، ساتھ ہی ایک فائر بھی ہوا تھا۔ گولی سامنے والی الماری کا شیشہ توڑ گئی۔

پھر وہ ریتا پر سے اُچھل کر دروازے کی طرف لپکا۔ اتنے میں پھر ایک فائر ہوا اور باہر سے ایک چیخ سنائی دی... فیاض بھی بوکھلا کر باہر نکل آیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر اُس کا ایک ماتحت زخمی پڑا تھا۔ اس کے دائیں بازو پر گولی لگی تھی اور دوسرا اُسے اُٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اُس نے کھڑکی سے اندر فائر کیا تھا۔" دوسرا ماتحت اُسے چھوڑ کر اُٹھتا ہوا بولا۔ "ہم پوری طرح چوکس تھے جناب! اُسے پکڑنا چاہا لیکن وہ دوسرا فائر کر کے بھاگ گیا۔"

فیاض بے بسی سے چاروں طرف اندھیرے میں گھورنے لگا۔ عمران کا کہیں پتا نہ تھا۔ روشنی بھی باہر نکل آئی۔ فیاض کا زخمی ماتحت اُٹھ بیٹھا تھا۔

"اُس نے ریتا پر فائر کیا تھا۔" روشنی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "وہ پاگل کسی دن اپنی جان ضرور گنوائے گا۔"

"چلو... اندر چلو!" فیاض نے اپنے زخمی ماتحت کو سہا دے کر آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

ابھی تک وہ فورس نہیں پہنچی تھی جس کے لیے اُس نے مسز گوہن کے یہاں سے ہیڈ کوارٹر کو فون کیا تھا۔ ریتا فرش پر بیٹھی سسکیاں لے رہی تھی۔

فیاض نے اُس کی طرف توجہ دیے بغیر ٹامی گن اُٹھائی اور باہر نکل کر برآمدے کی لائٹ آف کر دی۔ اس کے بعد... وہ برآمدے ہی میں ٹھہرا رہا تھا۔

"اُس نے تمہیں مرنے سے بچا لیا۔" روشنی نے ریتا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کیا تم بتا سکو گی کہ ڈاکٹر انگھم... روپوشی کے لیے کہاں جائے گا؟"

"میں نہیں جانتی... جانتی ہوتی تب بھی نہ بتاتی۔ کیا تم ذرا دیر کے لیے میرے ہاتھ نہیں کھول سکتیں؟"

"ہرگز نہیں... میں تمہیں خودکشی نہیں کرنے دوں گی۔"

"لیکن کوئی میری زبان بھی نہیں کھلوا سکے گا۔" ریتا ویمز

نے طویل سانس لے کر کہا

مسز گوہن بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی، اچانک چونک پڑی اور اُٹھ کر فون پر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"ہیلو...!" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "میں مسز گوہن بول رہی ہوں... انگھم ہی کالی بھیڑ ثابت ہوا... سب کو مطلع کر دو کہ اب کوئی ٹائی کی گرہ پر اسٹار نہ لگائے، ورنہ رچرڈسن ہی کی طرح موت کے گھاٹ اُتر جائے گا۔ انگھم نکل بھاگا ہے، پولیس اُس کے پیچھے ہے۔ بس تفصیل پھر بتائی جائے گی۔"

ریسیور رکھ کر وہ پھر اپنی جگہ آ بیٹھی۔ روشنی نے کہا۔ "تمہیں پولیس کی موجودگی میں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اب میں تفصیل معلوم کرنے پر مجبور ہوں۔"

"کک... کیوں... تت... تمہارا وہ پاگل دوست؟"

"پاگل نہ کہو... یہاں کا بہت بڑا دماغ ہے۔"

"بے شک... بے شک... اُسے تسلیم کرنا پڑے گا۔"

"تفصیل مسز گوہن...؟"

"یہ تجویز انگھم ہی کی تھی کہ ہماری تنظیم سے تعلق رکھنے والے سارے مرد اپنی اپنی ٹائی کی گرہ پر پیتل کے اسٹار لگایا کریں تاکہ آپس میں پہچانے جا سکیں... وہ اسٹار بھی خود اُسی نے فراہم کیے تھے۔ خود بھی لگاتا تھا۔ تمہارے دوست نے اُس کے ریسیور کے بارے میں جو انکشاف کیا ہے اس کے مطابق وہ اسٹار ہی رچرڈسن کی موت کا باعث بنا ہو گا۔"

"تنظیم کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ گی؟"

مسز گوہن نے اس سوال پر خاموشی اختیار کر لی۔

ریتا ویمز اُسے غصے اور نفرت سے گھورے جا رہی تھی۔

اتنے میں عمران کی آواز سنائی دی۔ "میں آ رہا ہوں کہیں [illegible] کر بیٹھنا کپتان صاحب!"

پھر وہ اندر آیا تھا۔ کیپٹن فیاض ٹامی گن سنبھالے اُس کے پیچھے تھا۔

"مسز گوہن...!" عمران نے بڑے شرمیلے انداز میں کہا۔ "کیا ایک پل کر ذرا دیر گفتگو کر سکتے ہیں؟"

"اب نہیں ہو سکتا۔" فیاض جھنجھلا کر بولا۔

"دیکھو!... تمہارا ماتحت زخمی ہے۔ اس کے لیے فرسٹ ایڈ

[illegible]

[illegible]...؟"

"اچھا تو سنو!... کیپٹن فیاض!... میں بتاتا ہوں کہ مسز گوہن کٹر مذہبی عیسائیوں کی اُس تنظیم سے تعلق رکھتی ہے جو دنیا پر صیہونی غلبے کے خلاف جدوجہد کر رہی ہے۔"

"تت... تم کیا جانو؟" مسز گوہن بوکھلا کر بولی۔

"تمہارا اتنا ہی کہنا کافی تھا... کہ تم ایک محبِ وطن... عیسائی ہو۔ صیہونیت ساری دنیا پر اپنی بالادستی چاہتی ہے۔ اُس کے خلاف کام کرنے والی کوئی بھی تنظیم ہماری دشمن نہیں ہو سکتی۔"

"لیکن یہ کشت و خون...؟"

"تم فی الحال صرف ریتا ویمز سے سروکار رکھو!... جب تک انگھم ہاتھ نہ آ جائے تمہاری رپورٹ میں مسز گوہن کی طرف ہلکا سا اشارہ بھی نہ ہونا چاہیے۔"

"ہوں... اچھا... لیکن تم علیحدگی میں کیا باتیں کرنا چاہتے تھے...؟"

"اب کچھ بھی نہیں... جو مسز گوہن سے سننا چاہتا تھا خود کہہ چکا ہوں۔ تمہاری وہ فورس ابھی تک نہیں پہنچی۔"

"پھر رنگ کرتا ہوں۔" فیاض کہتا ہوا فون کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچھی مراد اندر گھس آیا۔ اُس کے سارے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا۔

وہ سب اُس کی طرف متوجہ ہو گئے... لیکن وہ صرف عمران کو گھورے جا رہا تھا۔

"تت... تم آخر ہو کیا بلا؟" وہ بالآخر بولا۔

"اندرونی چپی!... تم اب تک کہاں تھے؟"

"جھاڑیوں میں چھپتا پھر رہا تھا اور باہر تاریکی میں جھینگر جھائیں جھائیں کیے جا رہے تھے۔"